رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱
Regd E.P. No 861

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
# بدر
قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم - اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ممالک غیر ۷/۸ روپے
فی پرچہ ۲ /

تاریخ اشاعت
۲۸ - ۲۱ - ۷ - ۱۹۵۴

جلد ۳ | ۲۱ روفا ۱۳۳۳ ہش ۱۹ ر ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ - ۲۱ رجولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۸

## قرآن کریم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی!

### تقسیم دولت کے متعلق اسلام کا بےمثال نظریہ

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

معزز معاصر "ریاست" دہلی اپنی ۵ رجولائی کی اشاعت میں "سابق والیانِ ریاست کے دفینے میں ملکی کے سوال" پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"باقی رہا سوال ان سابق والیانِ ریاست کے روپیہ کو قومی قرضہ میں لگانے کا ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ یقین نہیں کر سکتے کہ یہ لوگ اپنے روپیہ کو آسانی کے ساتھ قومی قرضہ میں لگا سکیں گے واس کے لئے توان کو قانوناً مجبور کیا جانا چاہیئے اور اس کی صورت یہ کہ گورنمنٹ ایک قانون کے ذریعہ بغیر اجازت کے ہندوستان سے باہر کے ممالک میں روپیہ بھیجنا ہندوستان کے لئے جرم قرار دے اور ہندوستان میں ہی ہر شخص کے لئے یہ لازمی قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ ایک مقررہ رقم اور ایک مقررہ رقم کی مالیت کے زیورات یا جواہرات سے زیادہ دولت اپنے قبضہ میں نہ رکھے - اور تمام کے تمام روپیہ اور زیورات یا جواہرات کو بنک میں رکھنا جائے۔

اس قانون کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کے سابق والیانِ ریاست اور سرمایہ داروں کا تمام روپیہ بنکوں کے ذریعہ تجارتی اور صنعتی مارکیٹ میں آجائے گا - جس سے ہندوستان کی تجارت اور انڈسٹری میں ترقی کی جاسکتی ہے۔"

معزز معاصر جس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہے بلاشبہ درست اور صحیح ہے - آج سے پونے چودہ سو سال بیشتر اسلام نے تقسیم دولت کا اصل بےمثال نظریہ پیش کیا - لیکن افسوس کہ زمانہ حاضرہ کے کوتاہ اندیشوں نے اس کی خوبیوں پر نظر نہ کی نہ صرف یہ کہ اسلام نے اس طور پر دولت جمع کرنے کو پسند نہیں کیا - بلکہ ایک دوسرے پہلو سے قرآن مجید نے اس بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی فرمائی - جسے بایں الفاظ ذکر فرمایا:-

الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم .... ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔

یعنی جو لوگ سونے چاندی کے مالوں کو بند خزانوں کی صورت میں جمع کرکے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کے مقرر کردہ رستوں میں خرچ نہیں کرتے تو اے رسول تم ایسے لوگوں کو خدا کے دردناک عذاب کی خبر دو ....... ان کے لئے ان ہی بند خزانوں کو عذاب کا آلہ بنا دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان خزانوں کا مزہ چکھو - جنہیں تم نے صرف اپنی جانوں اور اپنے عزیزوں کے لئے روک رکھا تھا۔"

اس سنہری تعلیم کے ذریعہ جہاں اسلام نے دولت کو کھلے میدان میں لانے اور ایک طرف غریبوں اور مسکینوں کی امداد پر بلاواسطہ خرچ کرنے اور دوسری طرف دولت کو تجارتوں اور صنعتوں میں لگا کر عوام کو بالواسطہ فائدہ پہنچانے کا رستہ کھولا ہے - وہاں اس آیت (باقی صفحہ ۲)

## حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق

(۱) کراچی - ۴ رجولائی - حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی میں اپنی کوٹھی کا سنگ بنیاد رکھا - اس تقریب میں جماعت احمدیہ کے اراکین اور عہدیداروں کے علاوہ متعدد معززین شہر موجود تھے۔

(۲) کنری (سندھ) ۸ رجولائی - حضور مع قافلہ بخیر وعافیت ناصر آباد پہنچ گئے - حضور کراچی سے ۷ رجولائی کو ایک ماہ کے قیام کے بعد ۹½ بجے پسنجر ٹرین سے روانہ ہوئے شہر کے سٹیشن پر ایک بڑے ہجوم نے پرجوش نعروں کے ساتھ آپ کو الوداع کہا اسی طرح صدر سٹیشن پر بھی لوگ آپ کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

۱۴ رجولائی - بدر کے نام بذریعہ تار از محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کنری (سندھ) یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام صحت اچھی ہے - لیکن قدرے ضعف محسوس ہوتا ہے - احباب اپنے پیارے امام کی صحت کی کامل بحالی کے لئے دردِ دل سے دعا فرماتے رہیں۔

## حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت

۱۴ رجولائی - محترم امیر صاحب مقامی قادیان کی تحریک پر حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی صحت کے لئے احباب قادیان نے صدقہ دیا - لبہ (مغربی پنجاب) میں بھی ایک بکرا اور نقدی صدقہ کی گئی - اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

محترم موصوف کو مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا لاہور سے ذیل کا تار موصول ہوا۔

"حالت رو بہ اصلاح ہے (الحمد للہ) دعا کی جائے"

احباب اس بابرکت وجود کی صحت عاجلہ وکاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں۔

## حضرت امام جماعت احمدیہ کی تلقین عمل و اتحاد

### یہود نامسعود کے عزائم

مسلم وغیر مسلم اس امر پر متفق ہیں کہ مسلمان سعی وعمل سے عاری ہو چکے ہیں - اسی وجہ سے غیر اقوام ان کو بجا طور پر مطعون کرتی رہتی ہیں - وہ جادۂ اسلام سے برگشتہ ہو چکے ہیں - حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ جیسے بزرگوں کی شدید معاندانِ اسلام بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے اس لئے کہ اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ عالیہ کی عظیم طاقت ان کی پشت پناہ تھی - کیا اس وقت مسلمان من حیث القوم ایسے مقام عالی پر فائز ہونے کا ادعا کر سکتے ہیں کہ جب ان کے اغیار ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین کے مصداق ہوں؟ ہرگز نہیں - قوم مسلم کا سب سے بڑا ہمدرد وہی ہے جو ان کو باعمل ہونے کی تلقین کرے - اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے نصائح ذیل میں درج کی جاتی ہیں کاش وابستگانِ اسلام اس پند و نصائح کو گوشِ ہوش سے سنیں (ایڈیٹر بدر)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی تحریر فرماتے ہیں:-

کراچی ۲۹ رجون "کل نماز عصر حضور نے بیٹھے بیٹھے پڑھائی - نماز کے بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے دی گئی ٹی پارٹی میں شرکت کی غرض سے بیچ لگشری ہوٹل برلب سمندر تشریف لے گئے - حضور کی خاص کار کے آگے اور پیچھے دو کاریں اور تھیں - پارٹی کا انتظام بہت وسیع پیمانہ پر کیا گیا تھا - مہمانوں میں شرفاء کراچی کے علاوہ بعض تعلیم یافتہ خواتین بھی مدعو تھیں آنے والے مہمانوں کو حضور پرنور سے ملاقات کروانے کے لئے خاص واقف کار معتمد احباب مقرر تھے - حضورؓ پرنور نہایت خندہ پیشانی سے آنے والوں کو شرف ملاقات و مصافحہ سے بھی مشرف فرماتے رہے اور بعض سے دیر دیر گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہا چائے وغیرہ سے فراغت کے بعد جس کا خاص اور اچھا انتظام تھا - اعلان کیا گیا کہ سیدنا حضرت اقدس کی تشریف فرمائی (اور موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض معزز اصحاب کی خواہش پر حضور

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا۔ کہ حضور کسی موضوع پر اظہار خیال فرما کر حاضرین کو مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ حضور پُر نور نے اس درخواست کو منظور فرماتے ہوئے "مسلمانوں کی نازک ترین حالت کے پیش نظر مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے" (پر) کھڑے ہو کر لاؤڈسپیکر پر تقریر فرمائی جس کے شروع میں اپنی بیماری کی تکلیف کے اظہار کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ کھڑے ہونا اور پھر تقریر کرنا میرے لئے مشکل دمحال ہے۔ مگر احباب دمعززین کی خواہش کے مدنظر کچھ کہنا ضروری سمجھ کر مختصر سی تقریر پر اکتفا کروں گا۔ چنانچہ قریبًا نصف گھنٹہ بلکہ کچھ زیادہ دیر تک حضور پُر نور نے تقریر فرمائی۔ جس میں مسلمانوں۔ ان کے موجودہ بادشاہ کہلانے والوں دغیرہ دغیرہ کی غفلتوں دغیرہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کی اسلام قرآن۔ دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم . . . . تک سے بے رُخی۔ آپؐ کی عزت و ناموس کی طرف سے لاپرداہی دغیرہ کا ذکر فرماتے ہوئے فرقوں اور ٹولوں۔ حنفی شیعہ اور سنی اور دہابی کے جھگڑوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کم از کم سیاسی مقاصد میں تو یکجہتی۔ اتفاق و اتحاد کر لینے کی طرف زور سے توجہ دلائی۔ عیسائیوں کے فرقوں کے انتہائی اختلافات کا مفصل ذکر اور ان کے اندر عناد و فساد کی مثالوں سے وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے ہوئے ایک طرف مذہبی اختلافات کی خطرناک صورت حال بیان فرمائی۔ مگر دوسری طرف باوجود اختلاف و عداوت کے ان کے اتحاد سیاسی کی مثالوں کو بتا بتا کر مسلمانوں کو کم از کم سیاسی مقاصد میں تو اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی . . . . . فلسطین میں یہود کی موجودگی ان کے آس پاس کی مسلم ریاستوں پر حملوں اور مظالم کے ذکر کے ساتھ فرمایا کہ جب بھی حملہ یا ظلم ہوتا ہے۔ اخبارات میں تو شور اُٹھتا ہے۔ مگر آس پاس کے مسلمان کہلانے والے بادشاہ۔ دالیانِ ریاست۔ حکام اور پبلک برابر خواب خرگوش میں پڑے رہتے ہیں کیا یہ امر شرمناک اور انتہائی افسوسناک نہیں کہ یہود نامسعود فلسطین سے خانۂ کعبہ تک سرنگ لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مبارک تک کو نکال لینے تک کی سکیموں کا اعلان کرتے ہیں۔ مگر مسلمان خاموش ہیں۔"

(۲) معزز معاصر المصلح کراچی رقمطراز ہے:۔

. . . کراچی ۵ر جولائی۔ افراد اور قوم و ملت کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور افراد کی اصلاح سے ہی حکومت کی اصلاح ممکن ہے" یہ ہیں وہ الفاظ جو امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہے۔ یہ تقریب احمدیہ انجمن تاجران کے زیر اہتمام بیچ لگژری ہوٹل میں منعقد ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ترقی کے لئے اسلامی حل بتاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ افراد اور قوم کی ترقی آپس میں وابستہ ہے۔ اور انہیں علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ملت اور قوم ویسی ہی ہوگی جیسے افراد۔ ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہماری حکومت اسلامی بنیادوں پر قائم ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے اپنے افراد کو مسلمان بنائیں۔ کیونکہ جمہوریت میں حکومت کا سرچشمہ دراصل افراد ہیں اگر افراد کی اکثریت حقیقی مسلمان ہوگی تو وہ اپنے نمائندے بھی حقیقی مسلمان منتخب کریں گے۔ لیکن اگر ان کی اکثریت صرف اسلام کا نعرہ لگانے والی ہی ہوئی تو ان کے منتخب شدہ وزراء اور سیکرٹری بھی اسی قسم کے ہوں گے۔

عالم اسلام کے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ آج مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ جو کہتے ہیں وہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہماری گذشتہ سو سالہ تاریخ بتاتی ہے کہ ہم نے صرف ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ اور مقاصد کے حصول کے لئے کبھی بھی عملی جد و جہد نہیں کی۔ لیکن اگر مسلمان اب قربانی کے لئے تیار ہوں اور جو کہتے ہیں وہی کریں تو ساری دنیا ان کی آواز سننے پر مجبور ہوگی۔ اس سلسلہ میں آپ نے فلسطین کی مثال دی۔ آپ نے فرمایا کہ عرب ممالک کی کل آبادی ۴ کروڑ کے قریب ہے۔ لیکن وہ پانچ لاکھ یہودیوں کو شکست نہیں دے سکے۔ مہاجرین کی آبادکاری کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ حکومت کو چاہیئے۔ کہ وہ اس غرض کے لئے قرض حاصل کرے اور کلیتہً اسی کام پر صرف کرے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت اسلام ایک نازک دور سے گذر رہا ہے۔ فلسطین تیونس وغیرہ کے اہم مسائل مسلمانوں سے عملی جد و جہد کا تقاضا کرتے ہیں۔ صرف ہمدردی کی قرار دادیں پاس کر کے ہم ان لوگوں کی جد و جہد حریت کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس غرض*

## بقیہ صفحہ نمبر (۱)

میں ایک عظیم الشان پیشگوئی بھی کی گئی ہے اور لوگوں کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ اگر تم نے اپنے خزانے کو بند کر کے رکھا اور انہیں ملک اور قوم کی بہتری کے لئے خرچ نہ کیا تو یہی بند خزانے تمہارے لئے ایک زمانہ میں دردناک عذاب بن جائیں گے اب ظاہر ہے کہ اس دردناک عذاب میں صرف آخرت کے عذاب کی طرف اشارہ نہیں بلکہ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ موجودہ زمانہ کی اس ہیبت ناک کشمکش کی طرف بطور پیشگوئی اُبھار دیا ہے۔ جو مزدور کو سرمایہ دار کے خلاف ابھار کر ایک نہ مٹنے والے عناد اور دشمنی کی بنیادوں کو مضبوط کر رہا ہے۔

اگر دنیا اس انتباہ سے بروقت ہوشیار ہو جاتی اور سرمایہ دار ناواجب طریق پر غرباء کا خون نہ چوستے اور اُن کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ رکھتے تو آج دنیا کا نقشہ بدلا ہوا ہوتا۔

کیا یہ امر اس بات کا ثبوت نہیں کہ اسلام برحق مذہب اور انسان کی فلاح و بہبود کے لئے صحیح اور حیثیت پر مبنی نظریات پیش کرتا ہے۔ جبکہ آج دنیا بہت کچھ کھو دینے اور بارہا کی ٹھوکریں کھانے کے بعد اس طرف آ رہی ہے!!

ہم معزز معاصر کی تجویز کی پُر زور تائید کرتے ہیں۔ اور اسلام کے پیش کردہ نظریہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی نظریہ کو دل کی خوشی اور مسرت سے قبول کرتا ہے تو پھر کسی ظاہری قانون کی ضرورت پیش نہیں آتی اُس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اُس کی خدمت کا جذبہ بڑھ کر اُسے اپنے سے جدا نہیں سمجھتا!! اور یہی وہ چیز ہے۔ جو اسلام انسان کے دل میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

---

*بلا کے لئے ایک انجمن کا قیام عمل میں لانا چاہیئے۔ جو کہ عوام سے چندہ وصول کر کے تیونس فلسطین وغیرہ کے عوام کو مدد دے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مدد مسلسل اور لگاتار ہو خواہ اس کی رقم کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس سے ان ملکوں کے عوام کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ اور وہ یہ سمجھ کر کہ ان کی مدد کرنے کے لئے ان کے بھائی تیار ہیں ہر قسم کی قربانی دے سکیں گے۔ آخر میں آپ نے تاجروں سے اپیل کی۔ کہ وہ فی روپیہ ایک خاص رقم مقرر کریں اور ہر سودا کرتے ہوئے اسے علیحدہ وصول کریں اور پھر اس سے جمع شدہ رقم کو عالم اسلام کے اہم مسائل کو حل کرنے کے لئے مختلف مدوں میں بطور امداد پیش کریں۔ جلسہ میں تاجروں کے علاوہ اعلیٰ سرکاری و عسکری افسران نے بھی شرکت کی۔

# اخبار احمدیہ قادیان

۱۲ر جولائی۔ گورداسپور میں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی طرف سے منعقدہ پریس کانفرنس میں ایڈیٹر بدر نے شرکت کی۔

۱۳ر جولائی۔ مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت بکار سلسلہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔

**درخواست دعا:**۔ ۱۸ر جولائی میاں مولا بخش صاحب باورچی دحاجی ممتاز علی خان صاحب بدستور شدید بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں۔

**آمد و رفت زائرین:**۔ ۱۷ر جولائی محترم صدیق امیر علی صاحب مالابار واپس تشریف لے گئے۔ آپ اپنے بچے عزیز اشرف علی صدیق کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرانے کے لئے ۹ر جولائی کو تشریف لائے تھے۔

ذیل کے احباب پاکستان واپس چلے گئے:۔

۸ر جولائی کو کیمبل پور کے لئے اہل و عیال قریشی عطاء الرحمٰن صاحب آڈیٹر و سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان یہ نومبر ۱۹۵۲ء میں قادیان آئے تھے۔

۱۲ر جولائی۔ کو ربوہ کے لئے عبد الکریم صاحب برادر خواجہ عبد الستار صاحب دکاندار قادیان (جو ۷ر اپریل کو قادیان آئے تھے) ۱۳ر جولائی۔ کو ڈھاکہ کے لئے سید شکیل احمد صاحب۔ ۱۵ر جولائی۔ کو ربوہ کے لئے صاحبزادہ میاں مسعود احمد خان صاحب خلف حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مرحوم رئیس مالیر کوٹلہ

۱۷ر جولائی (۱) ربوہ کے لئے غلام احمد صاحب کلرک نظارت بیت المال ربوہ و برادر مولوی عبد الحمید صاحب دکاندار قادیان۔ نیز ان کے ہمراہ ان کی والدہ محترمہ اور بھائی بہن بھی گئے۔ جو نومبر ۱۹۵۲ء میں قادیان آئے تھے۔ (۲) ماسٹر محمد شفیع صاحب اکمل مع اہل و عیال

**ولادتیں** تین لڑکیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو ۲۸ر جون کو لڑکا عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کی تجویز اور بچے کی والدہ کی ایک خواب کی بنا پر عزیز کا نام عبد الرشید مدثر رکھا گیا ہے۔ احباب کرام سے عزیز کی درازی عمر اور نیک اور صالح بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد حفیظ بقاپوری مولوی فاضل (قادیان)

(۲) ۱۶ر جولائی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے لڑکی عنایت فرمائی ہے۔ یہ پہلا بچہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صالحہ اور طویل العمر بنائے

خاکسار

ملک بشیر احمد ناصر

ڈسپنسر احمدیہ شفاخانہ قادیان

---

خطبہ جمعہ

# اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیکی یہ علامت ہے کہ اسکی ساری مخلوق سے شفقت اور ہمدردی سے پیش آؤ

## بنی نوع انسان سے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرو تا اس کا فضل تم پر ہو

### از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم ستمبر ۱۹۲۳ء (منقول از الفضل ۱۱ر ستمبر ۱۹۲۳ء)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

**ہر چیز کی علامت**

انسان کی پیدائش کی غرض اور اس کے دنیا میں بھیجنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی بندگی ہے۔ اس لئے انسانی زندگی کا مقصد بغیر اسکے پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت نہ ہو۔ مگر ہر ایک بات کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک مہمان ایک شخص کے ہاں آتا ہے۔ مہمان کا اکرام ہر ایک شریف آدمی کا مقصد ہونا چاہیئے۔ جو شخص شرافت کا مادہ رکھتا اور شریفیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ جب اس کے ہاں مہمان آئے تو اس کا اکرام کرے

**محبت کا تعلق دل سے**

مگر اعزاز و اکرام دل سے تعلق رکھتا ہے۔ دل ہی ہے جو کسی کا احترام کرتا ہے۔ اور دل ہی ہے جو عزت کرتا ہے۔ لیکن دل کی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہری سامان ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ یا اس کے لئے غالیچہ بچھا دیتا ہے۔ مگر دل میں چاہتا ہے کہ اسکو سخت نقصان پہنچائے۔ تو اس کے یہ ظاہری نشان اس کے دل کی ظاہری حالت کے خلاف ہوں گے اور اس شخص کا اعزاز نہ ہوگا۔ کیونکہ اعزاز و احترام دل سے ہوا کرتا ہے۔ مگر جب تک اس کے ساتھ ظاہری علامات نہ ہوں اعزاز و اکرام کا پتہ نہیں لگ سکتا محبت دل کی چیز ہے۔ بچے کو جو چیز ماں باپ کھانے پینے کو دیتے ہیں۔ وہ محبت نہیں ہوتی۔ دشمن اور غیر سے بھی انسان ایسا سلوک کر سکتا ہے۔ اور کئی لوگ نمود کے لئے بڑے بڑے چندے دیتے ہیں غریب خانے کھولتے ہیں۔ باوجود اس کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسا شخص غریب سے محبت کرتا ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ خالی خولی محبت نہیں ہوتی جب تک اس کے ظاہری آثار نہ ہوں۔ اگر ماں باپ بچے کو کھانا دیتے ہیں۔ اسے محبت نہیں کہہ سکتے لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ماں باپ کھانے پینے کو نہ دیں۔ اور پھر یہ کہا جائے کہ وہ محبت کرتے ہیں۔ پس ماں باپ محبت کرتے ہیں اور بچہ کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ گو کھانا دینا محبت نہیں۔ مگر یہ محبت کے آثار میں سے ضرور ہے۔

**صفات باری کی مظہریت**

اسی طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کی بھی علامتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو میں اس وقت بیان کرتا ہوں۔ قاعدہ ہے کہ جس سے محبت ہو انسان اس کے متعلقات سے بھی محبت کرتا ہے اور اس کے صفات کی نقل کرتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص روحانیت میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ صفات باری کی نقل نہیں کرتا۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا سے محبت ہو۔ اور اس کے صفات کو اپنے اندر جذب نہ کرے۔

**صفت رب العالمین اور انسان**

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے جو صفت انسان سے خصوصیت سے تعلق رکھتی ہے وہ رب العالمین کی صفت ہے۔ خدا تعالیٰ رب ہے۔ ساری دنیا جس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ہندوستان کے باشندے اس کی مخلوق ہیں۔ افریقہ کے اس کی مخلوق ہیں یورپ و امریکہ کے لوگ اس کی مخلوق ہیں اس لئے خدا کی ساری مخلوق انسان کی نظر میں محبوب ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ باپ سے محبت ہو اور اس کے بیٹے سے دشمنی۔ یا باپ سے دشمنی ہو اور بیٹے سے دوستی۔ کوئی محبت کا تعلق ایسا نہیں مل سکتا جس میں متعلقات کی محبت کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ متعلقات کی محبت اصل کے ساتھ خود بخود آ جاتی ہے۔ دیکھو بادشاہ و پریذیڈنٹ ہوتے ہیں۔ بادشاہ کی ملکہ یا پریذیڈنٹ منتخب نہیں کیا جاتا۔ لیکن کسی شخص کے بادشاہ منتخب ہونے کے ساتھ ہی اس کی بیوی بھی اس کی عزت میں شریک ہو جاتی ہے جہاں بادشاہ اور پریذیڈنٹ جاتے ہیں اور ان کے استقبال ہوتے ہیں۔ ان کی بیویوں کے بھی استقبال کئے جاتے ہیں سارا ملک۔ ان کی بیویوں کی بھی عزت کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ بادشاہ یا پریذیڈنٹ کی بیویاں ہیں۔

**نبیوں کی اطاعت**

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ مگر اس کے بندوں سے محبت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نبیوں کی محبت لازمی کر دی ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے ہیں۔ ورنہ موسیٰ بھی ایسے ہی آدمی تھے جیسے اور۔ ہارون کی اطاعت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیوں کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے تھے۔ اس لئے ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ کہ گو وہ مخلوق تو خدا کی ہی ہوتے ہیں۔ کہ سب اسی کی مخلوق ہے۔ لیکن باوجود مخلوق ہونے کے ان کا خدا سے تعلق نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کی اطاعت کرنا ضروری نہیں ہوتی۔ مگر ان سے سلوک کرنا ضروری ہوتا ہے۔

**بنی نوع کی محبت کا ہر مذہب میں حکم ہے**

پس اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے سلوک کرو۔ اور والدین کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ ان کے بیٹے کو پیار کرو۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے تو اس کے بندوں سے پیار کرو۔ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا۔ اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس نے اس بات پر زور نہ دیا ہو۔ کہ شفقت علیٰ خلق اللہ کرو۔ جب یہ ایسا مسئلہ ہے جو آج تک بدلا نہیں۔ تو اس پر عمل کرنا کس قدر ضروری ہے۔ دیکھو شراب ایک زمانہ میں حلال تھی پھر حرام ہوئی۔ ایک زمانہ میں پردہ نہ تھا پھر ہوا۔ مگر یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ابتدا سے اس میں تغیر نہیں آیا یہ مسئلہ اسی طرح چلا آتا ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے پیار اور سلوک کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت اہم حکم ہے۔ اور اس پر عمل کرنا روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

**خدا تعالیٰ سے ملنے کا شوق اور اس کے بندوں سے نفرت**

مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت ہیں جو خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتے ہیں۔ مگر ان میں رحم نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی نہیں۔ اس کے بندوں سے نیک سلوک کرنے میں کمی کرتے ہیں اور اور ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ گویا ان کو تعلق ہی نہیں

**احسان ناشناسی**

دنیا میں تین قسم کے خیالات ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ جو بد سلوکی کرتا ہے۔ اس سے نیک سلوک کیا جائے

دوسرے یہ کہ جو نیک سلوک کرے۔ اس سے نیک سلوک کیا جائے

تیسرے یہ کہ خواہ کوئی نیک سلوک نہ کرے پھر بھی اس سے اچھا سلوک کرے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو ان سے نیکی کرتا ہے۔ اس کے بھی وہ بدخواہ ہوتے ہیں۔ جو ہاتھ ان پر احسان کرتا ہے اس کو کاٹتے ہیں۔ جو ان کی نیکی چاہتا ہے وہ اس کی ذلت چاہتے ہیں۔ وہ احسان کی قدر نہیں جانتے۔ وہاں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کو احسان کی قدر ہوتی ہے۔ مگر احسان کی شناخت نہیں کر سکتے۔ وہ سمجھ نہیں سکتے۔ کہ ان سے احسان کیا گیا ہے۔ بعض روپیہ کا نام احسان رکھتے ہیں لیکن اگر کوئی مدرس ہو جس سے انہوں نے پڑھا ہے تو وہ اس کے احسان کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ اس نے ہم پر کیا احسان کیا ہے۔ یا کوئی اگر ان کو نیک نصیحت کرتا ہے یا ان کو علم دیتا ہے یا ان کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ تو اس کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اس کا ان پر کوئی احسان نہیں۔ وہ اپنے ذہن میں محسن کی قدر کرتے ہیں مگر ان کو احسان کی شناخت نہیں ہوتی۔ ان کو ماں باپ کے لئے غیرت ہوتی ہے اور جوش ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے ان کو جوش نہیں آئے گا۔ ماں باپ کا یہ احسان تو ان کو یاد رہتا ہے کہ انہوں نے ان کی پرورش کی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسان کو بھول جاتے ہیں۔ کہ آپ نے ان کو روحانیت کا لباس دیا۔ ایسے لوگوں کی مثال اس نادان کی سی ہے۔ جس کو ایک شخص تاریکی میں لالٹین دیتا ہے۔ کہ وہ اس کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ جائے وہ اس کا تو احسان مانتا اور اس کا تو شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور اس سے آنکھ نیچی رکھتا ہے لیکن وہ خدا جو ہر روز اس کے لئے سورج چڑھاتا ہے جس کی روشنی میں وہ اپنے سارے کام کرتا ہے۔ اس کے متعلق نہیں مانتا کہ خدا نے اس پر احسان کیا ہے۔ ایک دوست کے تھوڑی دیر لالٹین دینے کو احسان سمجھتا ہے مگر خدا کے اتنے بڑے سورج کو احسان نہیں سمجھتا۔ جو اس کے لئے ہر روز چڑھتا ہے یہ نہیں کہ وہ سورج کو چڑھتے نہیں دیکھتا۔ دیکھتا ہے مگر اس کی قدر نہیں کرتا۔ اور اس کو نہیں پہچانتا۔ پس بہت ہیں جو احسان کی قدر کرتے ہیں۔ مگر بہت سے احسانات کو شناخت نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک احسان صرف روپیہ دینے کا نام ہے۔ وہ ایسے لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ جو ان سے کوئی مالی سلوک کریں۔

**خدا کے لئے محبت کے حلقہ کی وسعت**

خدا کے لئے خدا کے بندوں سے محبت کرنیوالوں کی بہت کمی ہے۔ وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ جو ان سے محبت کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ خدا کے لئے محبت کریں۔ تو ان کی محبت عام ہو۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

## شذرات

### سیکولر حکومت اور سابق وزیر قانون

بھارت کے سابق وزیر قانون اور اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبیدکر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ بھارت میں جمہوریت کی نشوونما کے لئے ذات پات کا رواج ختم کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ رواج جمہوری طرز زندگی کے منافی ہے اور ذات پات کے رواج کی موجودگی میں مساوات و اختلاط نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آزادی حاصل ہو سکے گی۔ حالانکہ دستور ہند کے بنیادی اصول۔ آزادی۔ مساوات اور میل جول ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے حیرانگی سے کہا کہ جب ہندو سماج ذات پات سے بھرا ہوا ہے تو ایسی صورت میں سیکولر ازم (غیر مذہبیت) کا دعویٰ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کیا پارلیمنٹ بھارت میں غیر مذہبی حکومت کے قیام کے لئے پہلے قدم کے طور پر ہندو دھرم کی تنسیخ کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر امبیدکر کے سر پر ہی دستور ہند کے تیار کرنے کا سہرا ہے۔ اور ان کی بات وزن رکھتی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ منو کے قانون کی رو سے ہندو سماج چار ورنوں میں تقسیم ہے۔ یہ تقسیم کام کے لحاظ سے نہیں بلکہ پیدائش کے لحاظ سے ہے مثلاً شودر ذلیل ہی سمجھا جائے گا۔ اور اس کا امور سلطنت اور فوج اور تجارت میں حصہ لینے کی قطعاً ممانعت ہے۔ یہ مذہبی نقطۂ نگاہ ہے۔ جبکہ دستور ہند کسی مذہب میں مداخلت کی مجاز نہیں تو وہ کس آئین کے تحت اس مذہبی نقطۂ نگاہ کو تبدیل کر سکتی ہے؟ اچھوتوں نے اس مساوات کی بنا پر دہلی۔ بنارس اور علاقہ بہار میں بعض مندروں میں داخل ہونا چاہا۔ لیکن قدیم خیال کے ہندوؤں نے شدید مزاحمت کی۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر وزراء کو بھی دخل دینا پڑا۔ بعض جگہ عدالتوں نے اچھوتوں کو قطعاً داخلہ سے روک دیا۔ سو ایسے حالات میں قانونی نقطۂ نگاہ سے یہ دو فنی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ آئین ہند مذہب میں مداخلت نہ کرے گا۔ اور دوسری طرف چھوت چھات اور ورن مذہب کی پیداوار ہیں اور ان کی موجودگی میں مساوات قائم نہیں ہو سکتی۔ تو جب مساوات قائم کی جائے گی۔ تو کیا مذہب میں مداخلت قرار نہ پائے گی۔ اور یہ امر خلاف آئین نہ ہوگا؟



### ہرچہ دانا کند . . . . . . .

نئی دہلی کے ایک غیر معمولی گزٹ میں ایک بل شائع کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد سولہ سال سے کم عمر کے بچوں کو تمباکو نوشی سے روکنا ہے۔ کیونکہ بچوں میں تمباکو نوشی کی عادت بڑھتی جا رہی ہے جس سے صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ بل میں ان لوگوں کے لئے سزا رکھی گئی ہے جو چھوٹے بچوں کے ہاتھ تمباکو فروخت کریں گے۔ اسے پہلی بار دس روپے دوسری بار بیس روپے تیسری بار یا اس کے بعد جرم کرنے پر پچاس روپے تک جرمانہ ہو سکے گا۔ پولیس کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ کسی بچہ کے پاس بیڑی۔ تمباکو یا سگریٹ دیکھے تو اس پر قبضہ کر لے۔

ہمارے رائے میں جبر سے اخلاق کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ طبی نقطۂ نگاہ سے شراب کو مضرت سمجھا گیا۔ سیاستدان اس کی مضرت کے قائل ہو گئے۔ چنانچہ حکومت امریکہ نے شراب بندی کر دی۔ لیکن اس کے نتیجہ میں شراب نوشی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ اور اس کی بلیک ہونے لگی۔ یہاں تک اور عمل ہوا کہ شراب کے تاجروں نے شراب کے گوداموں کی حفاظت کے لئے غنڈوں کو ملازم رکھ لیا۔ اور اگر پولیس شراب پر قبضہ کے لئے چھاپہ مارتی تو اسلحہ سے مقابلہ کیا جاتا۔ عدالتوں کو دھمکیاں دی جاتیں۔ نقصان پہنچایا جاتا۔ عدالتیں رشوت لے کر چھوڑ دیتیں۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی تو مجبوراً شراب بندی کا قانون واپس لے لیا گیا۔

موجودہ بل کو ہی دیکھئے گا بھلا۔ ملک میں تمباکو نوش بچے کروڑوں نہیں تو لاکھوں سے کیا کم ہوں گے۔ کیا پولیس ان لاکھوں پر کنٹرول کر سکے گی۔ بچے دکانوں سے بڑوں کی معرفت کیوں بیڑی وغیرہ نہ منگوائیں گے۔ پھر کیا عدالت میں یہ ثابت کرنا آسان ہوگا۔ کہ فلاں دکاندار نے فلاں بچے کے پاس تمباکو فروخت کیا ہے۔ کسی بچہ کے پاس سے چند پیسے کے تمباکو پر قبضہ کرنے سے اس کی عادت کیونکر چھوٹ سکے گی۔ اس قانون سے فائدہ تو کیا ہونا ہے۔ البتہ پولیس کے رشوت خور طبقہ کو ہاتھ رنگنے کا اور موقعہ ہاتھ آ جائے گا۔ تمباکو نوشی کے چھڑانے کا واحد ذریعہ وعظ و نصیحت اور اس کے نقصانات کی وضاحت کرنے کے قائل کرنا ہے۔ اور بچوں کو ایسی مجالس میں شرکت نہ کرنے دی جائے جہاں اس کے مضرات بیان کئے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے مواعظ حسنہ سے بہت سے احمدی احباب نے حقہ نوشی ترک کی۔

اب بھی قادیان میں ایسے احباب موجود ہیں کہ وعظ و نصیحت سے انہوں نے تمباکو نوشی ترک کی۔ اور پھر کبھی نام تک نہیں لیا جماعت میں یہ طریق قریباً ساٹھ سال سے جاری ہے۔ اسی طرح قریباً بیس سال سے حضرت امام جماعت احمدیہ نے سینما کے نقصانات کے باعث اس سے تمام جماعت کو روکا اور تمام جماعت رک گئی۔ لیکن دوسری طرف ہزارہا مائیں حکومت کو توجہ دلاتی ہیں۔ کہ سینما سے کیونکر ان کی اولاد تباہ ہو گئی ہے۔ لیکن کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پونے چودہ سو سال قبل حضرت بانی اسلام علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شراب کی حرمت کا اعلان کیا تو لوگوں نے شرابیوں نے مٹکے توڑ دیئے اور اسے یک لخت ترک کر دیا۔ اور پھر نام تک نہ لیا۔ ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ وعظ و نصیحت سے نشہ آور چیزوں کا استعمال چھڑایا جا سکتا ہے قانون اس معاملہ میں بالکل بے چارہ ہے۔

### خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۳

ہو سکتا ہے بعض لوگ ہیں۔ جو دشمن کو معاف نہیں کر سکتے حالانکہ اگر وہ سوچیں۔ کہ یہ ہمارے رب کا بندہ ہے تو وہ ضرور اس کو معاف کر دیں۔ ایسے لوگ اپنی دشمنی کو خدا کے تعلق پر مقدم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دانائی یہ ہے کہ خدا کے تعلق کو مقدم کیا جائے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص تم سے بدسلوکی کرتا ہے مگر تمہارے باپ سے اس کا اچھا تعلق ہے اور وہ تمہارے باپ پر احسان کرتا ہے تو تم اپنی ذات کے خیال کو چھوڑ کر باپ کے تعلق کو مقدم کرو گے۔ اور کہو گے۔ کہ گو اس نے مجھے نقصان پہنچایا ہے لیکن چونکہ اس نے میرے باپ سے اچھا سلوک کیا ہے۔ اس لئے میں اس کی عزت کروں گا۔ بس اسی طرح اس بات کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ گو ایک شخص تمہارا دشمن ہے تم سے بدسلوکی کرتا ہے مگر اس کا خدا سے تعلق ہے اس لئے ساری شخصی اور ذاتی دشمنی کی خدا کے تعلق کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں۔ یہی نیک لوگوں کا قاعدہ ہے۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ گو فلاں ہمارا دشمن ہی ہے۔ لیکن ہمارے خدا کا بندہ تو ہے یا اس کا اس سے تعلق ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ خدا ہی کا تعلق قابل لحاظ ہے۔ اسی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

### بنی نوع انسان سے محبت کرنیکی اہمیت

دیکھو بنی نوع انسان سے نیک سلوک کی حدیث میں کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن بڑی سخت تپش ہوگی۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسی تپش ہوگی۔ مگر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ضرور تپش ہوگی۔ اور بہت سخت ہوگی۔ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ ان میں وہ شخص بھی ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوگا۔ بہت سے نادان ہیں۔ جو اس حدیث کے غلط معنی کرتے ہیں۔ مثلاً اگر وہ زید سے محبت کرتے ہیں اور بکر سے نہیں کرتے۔ تو وہ زید کی محبت کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے لئے اس سے محبت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر خدا کے لئے محبت ہوتی تو زید بکر دونوں سے ہوتی یہ ممکن ہے کہ ذاتی وجوہات کی بنا پر تم زید سے محبت کرو۔ اور بکر یا خالد سے نہ کرو۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے گا۔ وہ اس کے سب بندوں سے محبت کرے گا پس اگر خدا کے لئے محبت کرتی ہے۔ تو تمام بنی نوع سے محبت کرو۔ خدا کے لاکھوں کروڑوں بندے ہیں خدا کے لئے محبت کرنے والوں کا فرض ہے کہ سب سے محبت کریں۔

### خدا کے منتخب اور عام بندے

جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ خدا کے بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو خدا تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ اور ایک عام بندے ہوتے ہیں۔ اپنے رسولوں کو اس نے آپ چن لیا۔ اولیاء و مجددین کو چن لیا اس لئے جن لوگوں کو اپنے بندوں میں سے خدا تعالیٰ نے چن لیا ہے ان سے محبت کے ساتھ ان کی اطاعت کرنا بھی ضروری ہے اور جو اس کے عام بندے ہیں گو ان کی اطاعت کرنی ضروری نہیں۔ لیکن ان سے محبت اور نیک سلوک اور ہمدردی لازمی ہے۔

### سب سے محبت کرو

پس جو خدا کے لئے محبت ہوگی وہ سب کے ساتھ ہوگی اور جن کو اس نے چنا ہے ان کی اطاعت بھی کی جائیگی اس حال میں کسی ایک شخص کی خصوصیت نہیں رہتی۔ پس اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ بنی نوع انسان سے محبت کرو۔ خدا کے لئے محبت کرنے کے بھی یہی معنی ہیں رسولوں اور مامورں کی جو خصوصیت ہوتی ہے۔ وہ ان کے منتخب ہونے کے باعث سے ہوتی ہے۔ ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے منشا، اور اس کی رضا کے ماتحت ہوتی ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ پس مدارج کے فرق کو چھوڑ کر تمام بنی نوع انسان سے محبت ضروری اور لازمی ہے۔

میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ زید و عمر سے دوستی نہ کی جائے۔ بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو کہا ہے کہ قیامت کے دن خدا کے عرش کے سایہ کے نیچے وہ شخص ہوگا۔ جو خدا کے لئے محبت کرتا ہے۔ اس محبت کرنے سے مراد ایک آدھ شخص سے محبت اور سلوک کرنے والا شخص نہیں۔ بلکہ وہی شخص ہے۔ جو خدا کی ساری مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ پس ایک ہی سے محبت نہ رکھو۔ بلکہ سب سے محبت رکھو۔ ورنہ زید و بکر کی محبت خدا کے لئے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ کئی وجوہ ہو سکتے ہیں۔ جن کے باعث لوگ آپس میں محبت کرتے ہیں۔ مثلاً کام

(باقی صفحہ پر)

اخبار عالم احمدیت

# اخبار ربوہ۔ رپورٹ ہائے مشن کراچی۔ امریکہ نائیجیریا۔ گولڈکوسٹ

## ربوہ میں تقسیم اسناد

۲۸ر جون گذشتہ ایک ہفتہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے جلسہ تقسیم اسناد کی خبر دی جاچکی ہے مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب ہیڈماسٹر نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا کہ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کی ہیڈماسٹری کے زمانہ سے قادیان میں ہی مدرسہ نے ترقی کرنا شروع کیا۔ لیکن ہجرت کے بعد اس میں غیر معمولی اور خوشکن ترقی ہوئی۔ ایک طالب علم یونیورسٹی بھر میں اول رہا۔ اور ایک نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ حضرت شاہ صاحب کے انتقال کے بعد بھی اللہ تعالے نے برکت دی۔ اور ہر سال یونیورسٹی کے چوٹی کے دس طلباء میں سے ہمارے سکول کا حصہ رہا۔ امسال بھی میٹرک کا نتیجہ ۹۴ فی صد نکلا۔ اور ایک طالبعلم نے ۷۳۱ نمبر حاصل کرکے یونیورسٹی میں چھٹی پوزیشن حاصل کی۔ اور ۲۵ فسٹ ڈویژن میں اور ۳۶ سیکنڈ ڈویژن میں آئے مدرسہ کی اس اعلیٰ کامیابی کی خبر پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کی طرف سے کراچی سے مبارکباد کا تار آیا۔ اس وقت طلبہ کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو ہے جو تعداد قادیان کی تعداد کے دو گنے سے بڑھ چکی ہے۔ انسپکٹنگ سٹاف نے بھی مدرسہ کے سٹاف کی جانفشانی اور ٹیم ورک کو محسوس کیا ہے۔ کھیلوں میں بھی امتیازی حیثیت حاصل کی ہے۔ چنانچہ بحیثیت مجموعی ہماری ٹیم ضلع بھر میں دوم قرار پائی ہے۔ مدرسہ میں میٹرک کے امتحان سے قبل قرآن مجید۔ کچھ احادیث اور کتب سلسلہ ختم کرائی جاتی ہیں۔ اور طلبہ اپنی عمر و تعلیم کے مطابق اچھی خاصی دینی واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔

## ربوہ میں مطبع ضیاء الاسلام کا افتتاح

۷ر جولائی صبح ۸½ بجے مکرم مولوی محمد دین صاحب قائمقام ناظر اعلےٰ نے ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کے پریس "مطبع ضیاء الاسلام" کا افتتاح فرمایا۔ یہ ربوہ میں پہلا مطبع ہے۔ جو الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کے زیر انتظام طباعت کا کام کرے گا۔

رسم افتتاح کا آغاز مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس انچارج صیغہ تالیف و تصنیف و چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے ساتھ کیا۔ جس کے بعد مکرم مولوی محمد دین صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی اور تمام احباب سمیت دعا کرکے مطبع کا افتتاح فرمایا سب سے پہلے سورہ فاتحہ کی کاپیاں طبع کی گئیں جنہیں احمدیوں میں تقسیم کیا گیا۔

## ربوہ میں ایک تقریب

مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۵۵ء بروز ہفتہ ایک تقریب زیر صدارت مولانا جلال الدین صاحب شمس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری پرنسپل جامعۃ المبشرین نے چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ انچارج امریکہ اور مسٹر عبدالشکور ریش امریکہ (طالب علم جو دینی تعلیم کے ۲ سال کے بعد واپس جارہے ہیں) کو الوداعی ایڈریس پیش کیا۔ اور مولوی نذیر احمد صاحب مبشر انچارج گولڈکوسٹ اور مولوی صالح محمد صاحب مبلغ گولڈکوسٹ کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا اور انہیں ان کی کامیاب واپسی پر مبارکباد دی۔

جواباً مکرم خلیل احمد صاحب ناصر نے فرمایا جامعۃ المبشرین کے طلباء جو غیر ممالک کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ انہیں کم از کم ایک غیر زبان ضرور سیکھنی چاہیئے اور اگر شروع سے ہی ان کا ملک جہاں جاکر انہوں نے تبلیغ کرنی ہے منتخب ہوجائے اور وہاں کی زبان وہ سیکھنا شروع کریں تو یہ طریق تبلیغی میدان میں نہایت مفید ہوسکتا ہے۔

مسٹر عبدالشکور ریش نے جواباً فرمایا کہ میں اس اعزاز کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے مجھے آج نوازا گیا ہے۔ میں جامعۃ المبشرین کا طالب علم رہا ہوں اور مجھے یہاں رہ کر اس قلیل عرصہ میں اردو زبان کا علم حاصل ہوگیا ہے اب میں حضور کی اور سلسلہ کی کتب جو اکثر اردو میں ہیں مطالعہ کرسکتا ہوں۔ اور اس طرح دینی علم بھی قدرے حاصل کیا ہے جتنا کہ اتنے قلیل عرصہ میں حاصل کرنا ممکن تھا۔ بقیہ علم وہاں جاکر انشاء اللہ مکرم ناصر صاحب سے حاصل کرسکوں گا۔ گو امریکہ میں بھی اسلام کے بارہ میں تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔ مگر ربوہ وہ مقام ہے جہاں نہ صرف اسلامی تعلیم ہی حاصل کی جاتی ہے۔ بلکہ اسلامی تعلیم کا صحیح نمونہ یہاں کے باشندوں کی روزمرہ کی زندگی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ محض فلاسفی کا کوئی فائدہ نہیں۔ جبتک اس کا اثر زندگی میں نمایاں نہ ہو۔

مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نے اپنی تقریر میں طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں نصائح فرمائیں اور اس امر پر زور دیا کہ ایک مبلغ کے لئے تزکیہ نفس نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا۔

آخر میں آپ نے مختصراً گولڈکوسٹ مشن کے متعلق مفید معلومات بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجھے تجارت کے لئے گولڈکوسٹ بھجوایا۔ مجھے بھی تجارت سے خاص انس تھا میں یکم جنوری ۱۹۵۱ء کو گولڈکوسٹ روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ماحول کافی حد تک مخالف تھا۔ اور پہلے تمام ملک کا سفر کرکے حالات کا جائزہ لیا۔ کہ کس کس چیز کی تجارت کرنا مفید ہوگی۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح بعد میں مرکز کی طرف سے دیئے ہوئے قلیل سرمایہ سے تجارت شروع کی گئی۔ اللہ تعالےٰ نے اس پر برکت ڈالی اور تجارت کامیاب ہوگئی۔ میری یہ طلبہ کو نصیحت ہے کہ وہ تجارت کو حقیر نہ جانیں۔ بلکہ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں ابتداء اسلام میں تاجر ہی مسلمان تھے جو باہر کے ممالک میں نکل گئے۔ اور اسلام کا جھنڈا گاڑا۔ پس یہ ایک مبارک کام ہے۔ اس کی طرف ضرور توجہ دینی چاہیئے۔

بالآخر صاحب صدر مولانا جلال الدین صاحب شمس نے فرمایا۔ کہ جس قدر کام بڑا ہو اور عظیم الشان ہو اسی قدر بڑی قربانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ طلبہ جامعۃ المبشرین کے سپرد جو کام ہوتا ہے۔ وہ دراصل انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ یعنی تبلیغ دین اور پیغام الٰہی کا پہنچانا۔ اس کام کی عظمت و شان کو مدنظر رکھتے جتنی محنت کی ضرورت ہے وہ کریں۔ تا جب وہ باہر نکلیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی شامل حال ہو۔ نہ صرف تعلیم ہی محنت سے حاصل کریں بلکہ اس تعلیم پر پوری طرح کاربند بھی ہوں۔ اور جب آپ کا انتخاب باہر جانے کے لئے ہو تو اس کو فضل الٰہی جانیں نہ کہ یہ کہ آپ سلسلہ پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ یہ کبھی نہ سمجھیں کہ آپ کے بغیر کام نہیں ہوسکتا۔ یہ کمانڈر کی خوش قسمتی ہے کہ اسے کمانڈر بنا دیا گیا۔ اور تمام کامیابیاں اس کے نام منسوب کی جاتی ہیں۔ لیکن اگر کسی اور کو کمانڈر بنا دیا جاتا تو وہی مشہور ہوجاتا۔ ایسے ہی مبلغ کو خیال کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ اور شاید بہتر طور پر کرسکتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں:-

یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند

ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

پس جامعۃ المبشرین کو کام کی عظمت سمجھنی چاہیئے۔ اور پھر اس کام کے ملنے کو فضل الٰہی جاننا چاہیئے۔ اس طرح نفس تکبر سے پاک رہتا ہے ورنہ جب یہ خیال پیدا ہوجائے کہ میرے بغیر کام نہیں ہوسکتا۔ وہی گمراہی تنزل کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جن ہونے طلبہ کو باہر جانے کا موقعہ ہے۔ انہیں چاہیئے کہ ابتداء میں جو سینیئر مبلغین میسر آئیں۔ ان میں سے ایک دو کو چن کر خوب تربیت دی جائے اور اس مطمح نظر سے تربیت دی جائے۔ کہ وہ بصورت ضرورت قائمقامی کرسکیں۔

(مرتبہ مولوی مقبول احمد صاحب پروفیسر جامعۃ المبشرین بحوالہ الفضل)

## مبلغ امریکہ و عبدالشکور صاحب کراچی تا امریکہ

کراچی ۱۲ر جون مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ انچارج امریکہ نے بتایا کہ امریکہ عوام میں اسلام کی اشاعت کے امکانات بہت بہت روشن ہیں۔ آج ایک مقامی ہوٹل میں سیکرٹری احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی کی طرف سے دی گئی۔ دعوت میں تقریر کرتے ہوئے چوہدری صاحب نے بتایا کہ اس وقت تک امریکہ کے طول و عرض میں ۲۰ اسلامی مشن کام کر رہے ہیں۔ جن کے کام کی رفتار کافی حد تک تسلی بخش ہے۔ اس وقت تک امریکہ میں پانچ مساجد کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔ جن میں سے ایک واشنگٹن میں ہے ان کے علاوہ مزید مساجد قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے امریکی عوام کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے لٹریچر سب سے موثر ذریعہ ہے۔ چنانچہ مختلف موضوعات پر لٹریچر شائع کرکے تقسیم کیا جاتا ہے۔ جنہیں عوام بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ حال ہی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن مجید کا جو انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے امریکہ میں اسے بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ عوام کے علاوہ مدارس لائبریریاں یونیورسٹیوں اور دوسرے اداروں کی طرف سے بھی ترجمہ کا شدید تقاضا ہو رہا ہے۔ اب امریکی نومسلموں کو تربیت دے کر تبلیغ اسلام پر لگایا جائے گا۔ اس وقت تقریباً سات امریکی نوجوان جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مذہبی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک نوجوان ان کے ہمراہ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد تبلیغ اسلام کے لئے امریکہ جارہا ہے

واشنگٹن ۱۲ر جولائی۔ مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر اور مکرم عبدالشکور صاحب ریش سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ اور لنڈن کے

لجنہ اماء اللہ کے لئے

# دو غیر ملکی خواتین کی دعوت!

۰ ار اپریل کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف لجنہ اماء اللہ ہال ربوہ میں محترمہ اہلیہ سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا اور مکرمہ اہلیہ سید ولی اللہ شاہ صاحب مبلغ مشرقی افریقہ کے اعزاز میں پارٹی دی گئی۔ چائے کے بعد تلاوت قرآن مجید و نظم خوانی ہوئی۔ بعد ازاں ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کا جواب محترمہ اہلیہ سید صاحب نے بزبان انڈونیشین دیا۔ اس کا ترجمہ سنایا گیا۔ بالآخر حضرت سیدہ ام مرزا ناصر احمد صاحب صدر لجنہ مرکزیہ نے لمبی دعا کرائی۔

ایڈریس میں محترمہ اہلیہ صاحبہ سید شاہ محمد صاحب کو خوش آمدید کہا گیا اور اس امر پہ مسرت کا اظہار کیا گیا کہ وہ ایک مجاہد اسلام کی رفیقۂ حیات ہیں۔ جن کو خدمتِ اسلام کے لئے مدتِ مدید تک ان کے ملک میں رہنے اور ایسی سعادت ہی۔ محنت اور اخلاص سے کام کرنے کا موقعہ ملا۔ کہ آپ نے رفیقۂ حیات بننا خوشی سے قبول کیا۔ اور آپ ربوہ تشریف لائی ہیں۔ تا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر مستورات مقدسہ سے براہ راست واقفیت حاصل کر کے واپس جا کر زیادہ جوش اور ولولہ سے اپنے خاوند کی فرائض سلسلہ میں معاونت کر سکیں۔ احمدیت کی آغوش میں ہم سب کے ہونے کی وجہ سے ہم آپ کو سچی اور حقیقی بہن یقین کرتی ہیں۔ اور ہم ہر بہن کو جو خواہ کسی ملک کی رہنے والی ہو اپنے دل میں جگہ دیتی ہیں۔ اور یہ بے نظیر نمونہ صرف صحابیات کی زندگی ہی میں ہمیں مل سکتا ہے۔ آپ اس خوش قسمت ملک کی باشندہ ہیں جس نے احمدیت کا شاندار خیر مقدم کیا۔ اسلام اپنی نشأۃ اولیٰ میں بھی اس ملک میں سیاسی اقتدار کے ساتھ داخل نہیں ہوا بلکہ وہ اپنے جمال کے ساتھ پہنچا اور چند روحانی بزرگوں یا صوفیاء کے ذریعہ اسلام داخل ہوا تھا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ کو ملک کو شستہ محبت ہے۔ ان کی فطرت نیک ہے۔ الحمد یہ اس امر کی نیک فال ہے۔ کہ احمدیت وہاں شاندار کامیابی حاصل کرے گی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ کا ملک قبول صداقت کے لئے کسی دنیوی اقتدار کا محتاج نہیں۔ دنیوی اقتدار کے ساتھ اکثر دنیوی لالچ بھی وابستہ ہوتے ہیں۔ جو خلوص کو داغدار بنا دیتے ہیں۔ ہم پھر خوش آمدید کہتی ہیں۔ آپ کا قابل احترام خاوند کے ہمراہ آنا مبارک ہو۔ اور بے انتہا برکتوں کا موجب ہو۔

ہم اپنی دوسری بہن محترمہ اہلیہ سید ولی اللہ شاہ صاحب کو بھی خوش آمدید کہتی ہیں۔ ایک طویل عرصہ تک فریضۂ تبلیغ ادا کر کے وہ قریب ہی میں مرکز میں تشریف لائے ہیں اور ہماری بہن بھی ان کے ساتھ پہلی مرتبہ دار الہجرت میں تشریف لائی ہیں۔ تا برکات مرکز سے بہرہ مند ہو کر ایک نئے ولولہ اور جوش سے اپنے محترم خاوند کے ساتھ واپس جا کر فریضۂ تبلیغ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس لمبے سفر کو بابرکت کرے۔ اور آپ کو قابل فخر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب سید شاہ محمد صاحب نے جواباً کہا کہ الحمد للہ مجھے حضور اور حضور کے خاندان اور مرکز اور صحابہ کی زیارت اور آپ کی ملاقات کی توفیق ملی اور ہر مومن کی یہ انتہائی خواہش ہوتی ہے۔ میری یہ اور بھی خوش قسمتی ہے کہ میری آمد حضور کے ارشاد مبارک کے ماتحت ہے ابھی میں اردو نہیں بول سکتی۔ اسے سیکھنے کی انتہائی خواہش ہے۔ تاہم آپ بہنوں کی اخوت۔ حسن سلوک اور محبت کے برتاؤ سے یہی محسوس کرتی ہوں کہ میں اپنے خاندان سے باہر نہیں ہوں۔ یہ احمدیت کی نعمت ہے کہ ہم ہر قسم کے رنگ و روپ اور ذات پات کی تمیز سے پاک ہیں۔ میں بے شک انڈونیشین ہوں۔ لیکن شادی کے باعث قانون ملکی کی رو سے وہاں کی شہریت کھو چکی ہوں۔ لیکن میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتی ہوں۔ آپ میرے خاوند کی صحت اور ان کی مساعی کے قبول ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

ہم اپنے تئیں ہر لحاظ سے کمزور اور بہت پیچھے محسوس کرتی ہیں مرکز سلسلہ سے دوری اور حضور کی براہ راست تربیت سے محرومی سے بھی اس میں اضافہ ہے۔ پاکستان اور خصوصاً ربوہ والے بہت ہی خوش قسمت ہیں جنہیں یہ نعمت نصیب ہے مجھے ابھی ربوہ پہنچے صرف ایک ہی دن ہوا تھا کہ کسی نادان دشمن اور جاہل نے حضور پر ظالمانہ حملہ کر کے ہمارے دلوں کو زخمی کر دیا اس واقعہ سے انڈونیشیا کے ہزاروں باشندوں کے دل مجروح ہوئے۔ جماعت ہائے انڈونیشیا نے اسلامی مفاد کے لئے ہمیشہ بے لوث خدمات کی ہیں۔ جو اسی مقدس وجود کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ امید ہے کہ یہاں کی حکومت اور ذمہ دار لوگ اس امر کو سنجیدگی سے ذہن نشین کریں گے۔ ہمارے لئے اس واقعہ نے صداقت احمدیت کو اور بھی چار چاند لگا دیا ہے۔

انڈونیشیا کی سوسائٹی۔ رسم و رواج عادات اور طرز بود و باش یہاں سے بالکل مختلف ہونے کے باعث وہاں زیادہ مشکلات ہیں۔ پھر بھی لجنہ اماء اللہ جماعت کی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ خواتین کے لئے لجنات اور غیر شادی شدہ بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم ہیں۔ ان دونوں کی ممبرات کی طرف سے سلام اور درخواست دعا پہنچاتی ہوں۔ بالآخر آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے یہ خاص تقریب بپا کر کے میری اس قدر عزت افزائی فرمائی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قادیان کی زیارت مجھے نصیب کرے۔

## بقیہ صفحہ ۵

کا دورہ کرنے کے بعد کل بخیریت واشنگٹن پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔

**احمدیہ مشن ہالینڈ** اس مشن کی سالانہ کارگزاری کا ایک حصہ قبل ازیں ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ مزید حصہ درج ذیل ہے:۔

مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر تحریر فرماتے ہیں کہ مہمانوں کی آمد و رفت اور ہمارا احباب کے ہاں جانے کا سلسلہ وسیع تر ہوتا رہا۔ تعلیم و تربیت کے لئے مولانا ابوبکر صاحب فاضل کوشاں رہے۔ دس بارہ دوست ان سے قرآن مجید پڑھتے رہے اور بعض اردو بھی۔ خطبات جمعہ تعلیمی و تربیتی مضامین پر مشتمل ہوتے رہے QUAKER فرقہ کی ایک شاخ کی [illegible] ایک جگہ پر مقام پر تقریر کا عنوان کا انتظام کیا جاتا ہے [illegible] سال انہوں نے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو تقاریر کیلئے مدعو کیا یعنی مولوی صاحب ایک جلسہ کیلئے تشریف لے گئے [illegible] ایک پر [illegible] جلسہ میں تبادلہ خیالات [illegible] مسائل کی وضاحت کا موقعہ ملا۔ دعوت ملنے پر ایک مشن سکول میں [illegible] مولانا صاحب نے پون گھنٹہ تقریر کی۔ اس جلسہ میں اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ بہت سے [illegible] ڈاکٹر وغیرہ بھی شامل تھے۔ جو ممبر دینی مشنوں کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں بعد ازاں ½۱ گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ بعض سوالات کے جواب بار بار نومسلم بھائیوں نے بھی دیئے۔ راٹرڈم کے ایک نوجوان کلب سے دعوت ملنے پر میں نے اسلام پر تقریر کی اور دو گھنٹے تک تبادلۂ خیالات بھی کیا۔ ایمسٹرڈم ایک سوسائٹی نے خشک آدرایست یا رکی وحدت کے متعلق اسلامی نظریہ کی وضاحت پر تقریر کرنے کے لئے بلایا جو مفید ثابت ہوا۔ عیدین پر بہت سے احباب کو مدعو کیا گیا۔ اخبارات میں بھی عیدین کی خبریں شائع ہوتی رہیں۔

اس سال چار دوست بیعت کر کے اسلام میں داخل ہوئے۔ ایک دوست جو سیلیبس میں مکرم ملک عزیز احمد صاحب مبلغ کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ ہالینڈ آئے اور سلسلہ کے کاموں میں حصہ لے رہے ہیں۔ نومسلموں کے علاوہ غیر مسلم ڈچ احباب نے بھی قرآن مجید کے ترجمہ کی طباعت اور پروفوں کے سلسلہ میں بہت امداد فرمائی۔ احباب ہم سب کے لئے دعا فرمائیں۔

## بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۴

میں اتفاق ہم عقائد ہو تا یا اور بھی اتحاد پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ ان کی وجہ سے دو شخصوں میں اتحاد ہو جاتا ہے۔ اس سے روکا نہیں گیا ہے لیکن یہ دھوکا ہے کہ اس محبت کو حدیث کی مصداق قرار دیا جائے۔ کیونکہ خدا کی رضا کے لئے وہی محبت ہو گی۔ جو خدا کی ساری مخلوق سے کی جائے گی۔ وہ محبت ذاتی ہے۔ جو ایک تاجر سے زراعت پیشہ دوسرے زراعت پیشہ سے محبت کرتا ہے۔ قیامت کے دن وہ دوستی کام آئیگی۔ جو سب بنی نوع انسان کی دوستی ہو گی جب تک یہ مرتبہ حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں آسکتا محض یہ کہ تم کسی کو سمجھ کر وہ عیسائی ہے یا یہودی یا ہندو ہے اس لئے اس سے نیک سلوک نہ کرو۔ مگر یہ درست نہ ہو گا۔

### محبت کی حلاوت اور غصہ کی مرارت

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ بنی نوع انسان سے محبت کرو۔ یاد رکھو عداوت میٹھی چیز نہیں محبت میٹھی چیز ہے۔ تم دیکھو دونوں میں سے کونسی چیز آرام دہ ہے۔ آیا محبت آرام دہ ہے یا غصہ تم غور کرو۔ کہ تم جس وقت غصہ کی حالت میں ہوتے ہو یا جس وقت محبت کے جذبات اور خیالات میں۔ جب تم غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔ غضب اس وقت جائز ہے جب خدا کے غضب کے ساتھ مل جائے ورنہ محبت ہی فردوس ہے۔ جو لوگ حسن سلوک اور محبت کے جذبات چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کو یہاں ہی جہنم ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے نفرت کے [illegible]

# اگر بھارت کی حکومت مسلمانوں سے شودروں اور ملیچھوں کا سا سلوک بھی کرے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا (مودودی صاحب)

## ہمارے سامنے جن نظریات کی وکالت کی گئی ہے۔ اُن کے نتیجہ میں مسلمان ہر جگہ مستقل طور پر مشتبہ لوگ بن جائینگے

### فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا چوتھا باب۔

## غیر اسلامی ممالک کے مسلمان

پاکستان میں جس نظریاتی بنیاد پر اسلامی ریاست قائم کرنے کی تمنا کی جا رہی ہے۔ اس سے ان مسلمانوں کے لئے بعض نتائج و عواقب پیدا ہوں گے جو ایسے ملکوں میں رہتے ہیں۔ جہاں کے حکمران غیر مسلم ہیں۔ ہم نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے پوچھا۔ کیا مسلمان ایک غیر مسلم ریاست کی وفادار رعیت ثابت ہو سکتا ہے؟ ان کا جواب ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:۔

"س: کیا آپ کے نزدیک مسلمان ایک کافر حکومت کے احکام کی اتباع پر مجبور رہے؟

ج:۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ مسلمان کسی غیر مسلم ریاست کی وفادار رعیت ہو۔ س:۔ کیا چار کروڑ بھارتی مسلمانوں کے لئے اس ریاست کے وفادار شہری ہو کر رہنا ممکن ہوگا؟ ج۔ ہرگز نہیں؛

یہ جواب اس نظریاتی بنیاد سے کلی مطابقت رکھتا ہے۔ جو اس عدالت میں پیش کی گئی ہے یعنی اگر پاکستان کو اپنا آئین مذہبی بنیادوں پر بنانے کا حق ہے۔ تو یہی حق ان ملکوں کو بھی ملنا چاہئیے۔ جہاں مسلمان یا تو قابل ذکر اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ یا اگرچہ غالب اکثریت میں ہیں۔ تاہم وہاں کی حکومت کسی غیر مسلمان حکمران گروہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ہم نے متعدد علماء سے پوچھا شہریت کے معاملے میں اگر پاکستان کے غیر مسلموں سے بدسلوکی کا یہ امتیاز روا رکھا جائے۔ تو ایسا ہی امتیازی سلوک دوسرے ملکوں میں مسلمانوں سے ہونے پر ان کا ردعمل ذیل کے اقتباسات سے ظاہر ہو جائے گا۔

ابو الحسنات سید مولانا محمد احمد قادری صدر جمعیۃ العلماء پاکستان:۔

س:۔ کیا آپ ہندوؤں کا حق کہ بھارت میں اکثریت ہے یہ حق تسلیم کریں گے۔ کہ وہ اپنے ملک کو ہندو دھارمک ریاست بنائیں۔

ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ کیا اس طرز حکومت میں منوسمرتی کے مطابق مسلمانوں سے ملیچھوں یا شودروں کا سا سلوک ہونے پر آپ کو کچھ اعتراض تو نہیں ہوگا؟ ج:۔ جی نہیں۔

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی:۔

س:۔ اگر پاکستان میں اس قسم کی اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔ تو کیا آپ ہندوؤں کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنا آئین اپنے مذہب کی بنیاد پر بنائیں؟

ج:۔ یقیناً بھارت میں اس قسم کی حکومت مسلمانوں سے شودروں اور ملیچھوں کا سا سلوک بھی کرے۔ اور ان پر منو کے قوانین نافذ کر کے انہیں حقوق شہریت سے محروم اور حکومت میں حصہ لینے کے نااہل قرار دے ڈالے۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا درحقیقت بھارت میں یہ صورت حال پہلے ہی موجود ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری:۔

س:۔ بھارت میں مسلمانوں کی تعداد کیا ہے؟

ج۔ چار کروڑ۔ س:۔ اگر ان پر منو کے قوانین نافذ کئے جائیں۔ جن کے مطابق انہیں شہریت کا کوئی حق حاصل نہ ہو اور ان سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کیا جائے تو آپ کو کچھ اعتراض تو نہ ہوگا؟

ج:۔ میں پاکستان میں اس لئے انہیں مشورہ نہیں دے سکتا۔

میاں طفیل محمد (جماعت اسلامی)

س:۔ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی کتنی ہے؟

ج:۔ پچاس کروڑ۔ س:۔ آپ کے بیان کے مطابق اگر دنیا میں مسلمانوں کی آبادی پچاس کروڑ ہے۔ اور پیش نظر رہے۔ کہ پاکستان سعودی عرب۔ یمن۔ انڈونیشیا۔ مصر۔ ایران۔ شام لبنان۔ اردن۔ ترکیہ اور عراق میں بسنے والے مسلمانوں کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ نہیں ہے۔ تو کیا آپ کے نظریات کا یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ کہ دنیا کے تیس کروڑ مسلمان بدترین غلام بن جائیں؟

ج:۔ میرے نظریات کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ س:۔ کیا اس صورت میں بھی ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جب ان سے مذہبی بنا پر امتیازی بدسلوکی کی جائے اور انہیں شہریت کے عام حقوق سے بھی محروم رکھا جائے۔ ج:۔ جی ہاں:۔

اس گواہ نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ کوئی غیر مسلم حکومت کسی مسلمان کو اپنے ملک کی سرکاری ملازمتوں میں کوئی عہدہ پیش بھی کرے۔ تو اس پیشکش کو مسترد کرنا اس مسلمان کا فرض ہوگا۔

## فوج کشی کا منصوبہ

غازی سراج الدین منیر:۔

س:۔ کیا آپ پاکستان میں اسلامی ریاست کا قیام چاہتے ہیں؟ ج:۔ یقیناً۔

س:۔ اگر ہمسایہ ملک اپنا سیاسی نظام خود اپنے مذہب کی بنیادوں پر استوار کرے تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟

ج:۔ وہ چاہے تو کیا کر سکتا ہے۔

س:۔ کیا آپ ان کا یہ اعلان کرنے کا حق تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بھارت میں تمام مسلمان شودر اور ملیچھ ہیں۔ اور ان کو شہریت کا کوئی بھی حق حاصل نہیں؟

ج:۔ ہم پوری کوشش کریں گے۔ کہ ایسے اقدام سے پہلے ان کی سیاسی خود مختاری ہی ختم ہو جائے۔ ہم بھارت کی بہ نسبت بہت طاقتور ہیں۔ ہم میں بھارت کے اس اقدام کو روکنے کی کافی طاقت ہوگی۔

س:۔ کیا اسلام کی دعوت و تبلیغ مسلمانوں کے مذہبی فرائض میں شامل ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ کیا بھارتی مسلمانوں کے فرائض میں بھی اپنے مذہب کی علانیہ تبلیغ شامل ہے؟

ج:۔ انہیں یہ حق حاصل ہونا چاہئیے۔

س:۔ اگر بھارتی ریاست مذہبی بنیادوں پر قائم ہو اور اس کی مسلمان رعایا کو مذہبی تبلیغ کی اجازت نہ ملے تو کیا ہے؟

ج:۔ اگر بھارت کوئی ایسا قانون بنا ڈالے تو میں اس پر فوج کشی کر کے اسے فتح کر لوں گا کیونکہ میں توسیعی تحریک کا حامی ہوں۔!

گویا مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک کے محتمل ردعمل کا یہ جواب ہے۔

ماسٹر تاج الدین انصاری:۔

س:۔ کیا آپ چار کروڑ بھارتی مسلمانوں کے لئے بھی وہی نظریات اور نصب العین پسند کریں گے جو آپ پاکستانی مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دے رہے ہیں؟

ج:۔ یہ نظریات ان کا بھارت میں ایک منٹ کے لئے بھی قیام دشوار بنا ڈالیں گے۔ س:۔ کیا وقت اور مقام کی تبدیلی کے ساتھ مسلمان کے نظریات بدلتے رہتے ہیں؟ ج:۔ جی نہیں۔

س: تو پھر بھارتی مسلمانوں کے نظریات بھی وہی کیوں نہ ہوں۔ جو آپ کے ہیں؟

ج:۔ اس کا جواب انہی کو دینا چاہئیے۔

ہمارے سامنے جن نظریات کی وکالت کی گئی ہے۔ بھارتی مسلمان اگر انہیں اپنا لیں تو یہ چیز انہیں اس ملک کی سرکاری ملازمتوں کے بالکل نااہل بنا دے گی۔ یہ حالت بھارت ہی کے نہیں۔ ان دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی بھی ہوگی۔ جہاں غیر مسلم حکومتوں کا اقتدار و تسلط قائم ہے۔ مسلمان ہر جگہ مستقل طور پر مشتبہ لوگ بن جائیں گے۔ انہیں فوج میں بھرتی اس لئے نہیں کیا جائے گا۔ کہ کسی اسلامی یا غیر اسلامی ممالک کے مابین جنگ کی صورت میں غیر اسلامی ملک کے مسلمان فوجیوں کو یا اسلامی ملک کا ساتھ دینا ہوگا۔ یا اپنے عہدوں سے الگ ہونا پڑے گا۔ اس مسئلہ پر جو استفسارات کئے جائیں گے۔ ان کے جواب میں علماء کی شہادتوں کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

ابو الحسنات مولانا سید محمد احمد قادری صدر جمعیۃ العلماء پاکستان:۔

س:۔ پاکستان اور بھارت میں جنگ چھڑ جائے۔ تو بھارتی مسلمانوں کا فرض کیا ہوگا؟

ج:۔ ظاہر ہے۔ ان کا فرض یہ ہوگا۔ کہ ہم سے مل جائیں اور بھارت کی جانب سے ہمارے خلاف مت لڑیں۔

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی

س:۔ بھارت اور پاکستان کے مابین جنگ کی صورت میں مسلمانوں کا فرض کیا ہوگا؟

ج:۔ ان کا فرض واضح ہے۔ ان کا فرض یہ ہوگا۔ کہ پاکستان کے خلاف نہ لڑیں۔ نہ کوئی ایسا کام کریں۔ جو اس ملک کے تحفظ کے لئے مضرت رساں ثابت ہو۔

## دوسرے امور

اسلامی ریاست قائم کرنے کے جو نتائج و عواقب ہوں گے۔ ان میں سے مزید یہ ہیں کہ مجسمہ سازی۔ مجسمہ بازی۔ مصوری یعنی انسانوں کے فوٹو اتارنا۔ موسیقی۔ رقص۔ مخلوط اداکاری اور سینما تھیٹر سب کچھ بند کرنا پڑے گا۔ جمعیۃ العلماء پاکستان کے نمائندہ مولانا عبد الحلیم قاسمی کا ارشاد ہے۔ جس سے سوال و جواب کا اقتباس درج ذیل ہے:۔

"س:۔ تشبیہ و تمثیل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ج:۔ آپ مجھ سے کوئی شہوت

# مطالبات کو تسلیم کر لینے سے بین الاقوامی دنیا میں ایک ہیجان برپا ہو جاتا

سوالی پوچھیں۔ س:۔ لہو و لعب کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ ج:۔ میری طرف سے اس سوال کا جواب بھی یہی ہے۔

س:۔ مصوری کے بارے میں آپ کا نقطہ نگاہ کیا ہے؟ ج:۔ اگر ایسی نقاشی ضروری ہو۔ تو اس کا کوئی حرج نہیں۔

س:۔ اور فوٹو اُتارنے کے بارے میں؟

ج:۔ اس کے بارے میں میرا جواب وہی ہے جو مصوری کے متعلق تھا۔ س۔ فنی کی حیثیت سے مجسمہ سازی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ ج:۔ یہ ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ س:۔ کیا آپ گنجفہ بازی کا شمار بھی لہو و لعب میں کریں گے؟

ج:۔ جی ہاں۔ یہ لہو و لعب ہی تو ہے۔

س:۔ اور رقص و موسیقی؟ ج:۔ یہ بھی ہمارے مذہب میں حرام ہے۔

س:۔ ڈرامہ اور اداکاری کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ ج:۔ اس کا انحصار تمام اس پر ہے۔ کہ آپ کی مراد کس قسم کی اداکاری سے ہے؟ اگر اس میں بے حیائی اور دونوں صنفوں کا اختلاط ہو۔ تو اسلامی شریعت اس کے خلاف ہے۔ س۔ اگر ریاست آپ کے نظریات کی بنیاد پر استوار کی جائے۔ تو کیا آپ ایسے قانون بنا دیں گے۔ جس کے ذریعہ سے مصوری۔ انسانوں کا فوٹو اُتارنا۔ مجسمہ سازی گنجفہ بازی۔ رقص۔ موسیقی اور سینما تھیٹر سب کچھ بند کر دیا جائے؟

ج:۔ ان چیزوں کی موجودہ صورت کو پیش نظر رکھا جائے تو میرا جواب اثبات میں ہوگا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کے نزدیک اتا ترکی کے پر وضیروں کی طرف سے مسلمانوں کی نعشوں کو چیر پھاڑ کرنے طلباء کو سمجھانا بھی ایک گناہ ہے۔ (معصیت) فوج یا پولیس کے سپاہی کو مذہب کی بنیاد پر اعلیٰ افسر کے حکم کو نہ ماننے کا حق حاصل ہے کہ مولانا ابوالحسنات کا اس کے متعلق نظریہ درج ذیل ہے:۔

میرا عقیدہ ہے کہ اگر کسی پولیس کے سپاہی کو کوئی ایسی چیز کرنے کا حکم دیا جائے۔ جو مذہب کے خلاف ہو۔ تو اس حکم کو نہ ماننا اس سپاہی کا فرض ہے۔ اگر پولیس کی بجائے فوج کا سپاہی ہو۔ تو بھی میرا جواب یہی ہوگا۔

س۔ آپ نے کل کہا تھا۔ کہ اگر کسی پولیس یا فوج کے سپاہی سے کسی اعلیٰ حاکم کو کوئی ایسا کام کرنے کی ضرورت ہو۔ جو آپ کے نزدیک مذہب کے خلاف ہے۔ تو ایسے احکام کو نہ ماننا اس سپاہی کا فرض ہوگا۔ کیا آپ سپاہی کو یہ حق دے دیں گے کہ خود ہی اس بات کا فیصلہ کرے کہ آیا اسے جو حکم دیا گیا ہے۔ وہ مذہب کے خلاف ہے؟ ج:۔ یقیناً۔ س: فرض کر لیجئے کہ پاکستان اور دوسرے مسلم ممالک کے درمیان جنگ چھڑ جاتی ہے۔ اور سپاہی محسوس کرتے ہیں۔ کہ پاکستان غلطی پر ہے۔ اور کسی دوسرے ملک کے سپاہی پر گولی چلانا مذہب کے خلاف ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے آفیسر کمانڈنگ کا حکم نہ ماننے میں حق بجانب ہوگا۔

ج:۔ ایسی صورت میں سپاہی کو علماء کا فتویٰ حاصل کرنا چاہیئے۔

ہم نے اسلامی ریاست کے متعلق تفصیل سے اس لئے ذکر نہیں کیا کہ ہمارا ایسی ریاست کے خلاف یا حق میں مقالہ لکھنے کا ارادہ نہیں تھا۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ اگر نظریاتی الجھن کی اصل وجوہات جن کا فسادات کے پھیلنے اور ان کے شدت اختیار کرنے میں دخل ہے معلوم نہ کی گئیں۔ تو مستقبل میں جن حکمتوں سے دو چار ہونا لازمی ہے۔ ان کا ایک واضح نقشہ پیش کر دیا جائے گا۔ یہ بھی واضح ہے کہ اس قسم کی پیچیدگی پیدا ہوئی۔ ورنہ مسلم لیگی جن کی حکومت برسرِ اقتدار تھی۔ وہ اس کے خلاف کھڑے نہ ہوتے۔ اور پبلک لیڈروں میں خوامی فرض اور وفاداری کے احساس کا فقدان نہ ہوتا۔ اور وہ دیوانوں کی طرح اپنی ہی حکومت اور افسروں کے خلاف شور نہ ڈالتے پھرتے۔ عام آدمی میں انسانی زندگی اور جائداد کا احترام غائب نہ ہو جاتا۔ جنہوں نے کسی جھجک یا ڈر کے بغیر بے دردی سے لوٹ مار اور آتش زدگی میں حصہ لیا۔ سیاستدان ان لوگوں کا مقابلہ کرنے سے نہ کتراتے۔ جنہوں نے ان کو عہدوں پر بٹھایا تھا۔ اور منتظم حکومت واضح طور پر اپنے فرائض میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتی۔ اگر اس تحقیق کے دوران میں کوئی چیز طے ہوئی تو وہ یہ ہے۔ کہ اگر آپ عوام کو یقین دلا دیں۔ کہ انہیں جو چیز کرنے کو کہی گئی ہے۔ وہ مذہبی طور پر درست ہے۔ یا اس کا مذہب سے تعلق ہے۔ تو آپ ان سے تنظیم۔ وفاداری۔ شرافت۔ اخلاق یا شہری ذمہ داری سے قطع نظر سرچیز کروا سکتے ہیں۔ ایک عام آدمی پاکستان کو اسلامی ریاست سمجھتا ہے۔ اگر یہ اسلامی ریاست نہیں ہے۔ اس عقیدے کی حوصلہ افزائی اسلام اور اسلامی ریاست کے متواتر مشوروں سے کی گئی۔ جو پاکستان کے قیام کے بعد ہر حلقے کی طرف سے سنا گیا۔ اسلامی ریاست کے نظریئے نے صدیوں تک مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ اور یہ اس شاندار ماضی کا نتیجہ ہے۔ جب اسلام دنیا کے سب سے زیادہ غیر متوقع ہلکے سے طوفان کی طرح عرب کے صحراؤں سے اٹھا۔ اور دنیا کو اپنے حلقہ آغوش میں لے لیا۔ اور جن دیوتاؤں نے تخلیق سے انسان پر حکومت کی تھی۔ انہیں نیچا دکھا دیا۔ صدیوں پرانے اداروں کو اکھاڑ پھینکا۔ اور ان تمام تہذیبوں کو تہس نہس کر دیا۔ جن کی بنیاد غلام انسانیت پر تھی انسانی تاریخ بلکہ عوام کی تاریخ میں ۱۲۵ سال کیا ہیں۔ لیکن اس میں بھی اسلام ایک طرف سندھ سے لے کر بحر اوقیانوس اور سپین تک اور دوسری طرف سے چین کی سرحد سے مصر تک پھیلا۔ اور صحرا کے ان سپوتوں نے تہذیب کے تمام مراکز میں اپنے جھنڈے نصب کئے۔ دمشق۔ اسکندریہ اور ہندوستان وغیرہ۔

ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں نے کولمبس سے پہلے امریکہ کو دریافت کر لیا ہوتا۔ اور ساری دنیا مسلمان ہو چکی ہوتی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام خود بھی یورپی رنگ میں رنگا جاتا۔ یہی اہل عرب کے وہ شاندار کارنامے ہیں۔ جو دنیا نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ جو آج کے مسلمانوں کو ماضی کا خیال دلاتے ہیں۔ اور وہ اسلام کی عظمت کو واپس لانے کی جد و جہد کرتے ہیں۔ وہ خود کو ایک سنگم پر کھڑا محسوس کرتا ہے۔ جو ماضی میں لپٹا ہوا۔ اور اپنی پیٹھ پر صدیوں کے بوجھ کو اٹھائے ہوئے خود کو ایک شکست خوردہ ایک کونے سے دوسرے کونے میں یاس اور مایوسی کے عالم میں بے حقیقت کی سادگی اور تازگی جس نے ان کے ذہن میں ایک عزم پیدا کیا تھا۔ وہ اب اسے میسر نہیں۔ اس کے پاس اب فتح کرنے کے لئے نہ تو ذرائع ہیں اور نہ قابلیت اور نہ فتح کرنے کے لئے کوئی ملک ہے۔ اس کو اس کا بھی بہت کم علم ہے۔ کہ جن طاقتوں سے اس کا واسطہ ہے وہ ان سے بالکل مختلف ہیں۔ جن سے شروع میں اسلام کو لڑنا پڑا تھا۔ اور ان کے آباؤ اجداد نے ان کو جو کچھ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ انسانی ذہن نے ایسے نتائج حاصل کئے ہیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ اس لئے وہ خود کو بے بس سمجھتا اور وہ کسی ایسی مدد کی انتظار کرتا ہے جو اسے غیر یقینی پن اور اُلجھن سے باہر نکال دے اور وہ کسی واقعہ کے ہونے کے بغیر اس کا انتظار کرتا رہے گا۔ اور اب اسے صرف اسلام کی وسیع النظری ہی بے جان ہونے سے محفوظ رکھ سکتی ہے اور مسلمانوں کو موجودہ اور مستقبل کی دنیا کے شہری بننے میں تبدیل کر سکتا ہے

یہی وہ واضح اور دلیرانہ سوچ کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے سمجھنے اور فیصلہ کر سکنے کی ناقابلیت پیدا ہوئی۔ جس نے پاکستان میں ایک ایسی الجھن پیدا کر دی اور وہ بار بار اس قسم کی صورت حال پیدا کر دیگی۔ جس کی ہم اب تحقیق کر رہے ہیں۔ جب تک کہ ہمارے لیڈروں کے پاس مقصد کا کوئی واضح تصور نہ ہو۔ اور اس تک پہنچنے کے طریقے نہ ہوں۔ مستقل اصولوں کو اگر خود پر چھوڑ دیا جائے۔ تو اس سے الجھن اور بدنظمی پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کا اخراج زائل کرنے کے لئے اگر کوئی طریقہ استعمال کیا جائے۔ تو اس کا کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ جب تک دو نظریات کے درمیان اختلافات کی صورت میں ہمارے لیڈروں میں کسی ایک نظریہ کو قبول کرنے کی خواہش اور لیاقت نہ ہو۔ غیر یقینی پن جاری رہے گا۔ اور جب تک ہمیں سطح ہموار کرنے کے لئے سمجھوتے کی ضرورت ہے۔ اور صورت حال کو حل کرنے کے لئے اسلام کو دبائیں گے۔ تو اس طرح مقصد کبھی حل نہیں ہو سکے گا شکست خوردگی اور مایوسی ہمارے دامن سے لپٹے گی۔ اسلام کا شفاف عقیدہ اس صورت میں بھی زندہ رہے گا۔ اگر ہمارے لیڈر اس کے نفاذ کے لئے موجود نہ ہوں یہ فرد واحد کی زندگی اور اس کی روح میں زندہ رہتا ہے۔ خدا اور بندے کے تمام رشتوں میں پنگھوڑے سے قبر تک اور ہمارے سیاستدانوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر خدائی طاقت ایک شخص کو مسلمان بنا کر قائم نہیں رکھ سکتی۔ تو وہ بھی ایسا نہیں کر سکتے۔

## مطالبات کے متعلق خواجہ ناظم الدین کا ردِ عمل

ہم نے رپورٹ کے ابتدائی حصوں میں بیان کیا ہے کہ احمدیوں کے متعلق کس طرح مطالبات کی تشکیل ہوئی۔ اور انہیں راست اقدام کی دھمکی کے تحت خواجہ ناظم الدین کو پیش کیا گیا۔ خواجہ ناظم الدین نے علماء سے جو طویل اور عام بحثیں کیں۔ اس کے پیش نظر دینی بنیادوں پر مطالبات کے صحیح اور حق بجانب ہونے پر بھی بحث کی گئی ہوگی۔ خواجہ ناظم الدین ایک مذہبی آدمی ہیں۔ اور چونکہ وہ سیدھی طرح سے مطالبات کو مسترد نہ کر سکے۔ وہ ان کے معقول ہونے سے

# کسی نے مطالبات کی پیچیدگیوں کا احساس کیا اور اگر کسی نے کیا بھی تو غیر ہر دلعزیزی کے ڈر سے عوام کو بتانے کیلئے تیار نہ ہوا

## مسٹر دولتانہ کے ۶ مارچ والے بیان کا مقصد محض میکاویلیت (دستاطرانہ) تھا!

### فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا چوتھا اور تیسرا باب

ضرور متاثر ہوئے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ احساس بھی ان کے دل میں پیدا ہوا ہوگا۔ کہ مطالبات محض آغاز ہیں اور آگے چل کر بنا بینا اہم نتائج پیدا کرنے والے ہیں۔ نیز اگر یہ اصول مان لیا جائے کہ ریاست ایسے مذہبی معاملات پر بحث کرے اور ان کے متعلق اپنا فیصلہ دے تو ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ عجیب صورت حال پیدا ہو جائے۔ انہوں نے ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے حکمی اثر کے متعلق نہ صرف عالم اسلامی کے بارے میں بلکہ ساری دنیا کے بارے میں سوچا ہوگا۔ ان مطالبات کے بین السطور ضروری مفروضہ یہ تھا کہ اسلامی ریاست میں مسلمان اور غیر مسلم کے حقوق میں بنیادی فرق ہے اور اس ریاست میں یہ فیصلہ کرنا ریاست کی عام ذمہ داری ہے۔ کہ آیا ایک فرقہ یا فرد واحد مسلمان ہے یا نہیں۔ چودھری ظفر اللہ خاں اور ان دوسرے احمدیوں کی برطرفی کا مطالبہ جو ریاست میں کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں اور بھی زیادہ پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں کو بین الاقوامی دنیا میں بہت زیادہ شہرت حاصل ہے۔ اور ان کی عزت کی جاتی ہے۔ ان کی برطرفی کی بہت زیادہ تشہیر ہوتی۔ اور اس پر بین الاقوامی سطح پر تبصرہ ہوتا اور بین الاقوامی حلقوں کو مطمئن کرنے کے لئے کوئی وضاحت تلاش کرنا مشکل ہو جاتا۔ آئین کے ایکٹ کے تحت چودھری ظفر اللہ خاں اور پبلک عہدوں پر دوسرے احمدیوں کو ان کے مذہبی عقیدے کی بنا پر ان کے عہدوں سے برطرف نہیں کیا جاسکتا۔ اور پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے ۶ ستمبر ۱۹۵۰ء کو پاکستان کے شہری بنیادی حقوق کے متعلق ایک عارضی رپورٹ کی منظوری دی تھی۔ جس میں ہر مستند شہری کو اس کے مذہب۔ نسل۔ ذات، جنس اور جگہ پیدائش سے قطع نظر ریاست کے عہدوں پر فائز کیا جاسکتا ہے۔ اور ہر شہری کو اس حقوق کی ضمانت دی گئی تھی۔ کہ اسے آزادئ ضمیر اور اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق حاصل ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے متعلق جو کمیشن مقرر کیا تھا۔ اس نے ڈرافٹ انٹرنیشنل کا ونیننٹ تیار کیا تھا۔ پاکستان بھی اس کا ایک رکن ہے۔ اور اس کی شق نمبر ۱۳ میں یہ چیز رکھی گئی ہے کہ ہر شخص کو آزادئ ضمیر اور آزادئ مذہب کا حق حاصل ہونے کے علاوہ مذہب یا عقیدے کو بدلنے کا بھی حق حاصل ہے۔ اور اس عقیدے یا مذہب کا تعلیمات عبادت کرنے پر اطلاق کا بھی حق حاصل ہے۔ اس لئے ان مطالبات کو تسلیم کر لینے سے بین الاقوامی دنیا میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا۔ اور بین الاقوامی دنیا کی توجہ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس کی طرف کسی نہ کسی طرح منعطف ہو جاتی۔ کیونکہ مطالبات کو ماننے سے کھلے بندوں یہ اقرار کر لیا جاتا۔ کہ پاکستان اپنی شہریت کی بنیاد ان اصولوں سے جداگانہ طریقے پر رکھ رہا ہے۔ جو دوسری قوموں میں رائج ہیں۔ اور کہ یہاں غیر مسلموں کو صرف ان کے مذہبی عقیدے کی وجہ سے پبلک عہدے حاصل کرنے سے محروم کر دیا جاسکے۔ بھارت پاکستان کو گالیاں بکنے اور اسے جھنجھوڑنے کا موقع ہاتھ سے نہیں گنواتا۔ اور وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائے بغیر نہیں رہتا۔ اس کا یہی فرقہ پرستانہ رویہ ہے۔ اور وہ یقیناً پاکستان پر اس معاہدے سے پھرنے کا الزام لگاتا۔ جو ۸ اپریل ۱۹۵۰ء کو دونوں حکومتوں کے درمیان ہوا تھا۔ اور جس کے مطابق دونوں ملکوں میں سیاسی یا دوسرے عہدے حاصل کرنے اور اپنے ملکوں میں فوجی اور غیر فوجی دستوں میں نوکری کرنے کے لئے اقلیتوں کو اکثریت کے مساوی مواقع دینے کا یقین دلایا گیا تھا۔ اس معاہدے میں ان حقوق کو بنیادی تسلیم کیا گیا تھا اس معاہدے کے آخر میں وزیر اعظم پاکستان نے پاکستان دستور ساز اسمبلی کی اختیار کردہ قرارداد مقاصد کا ذکر کیا تھا۔ جس میں اقلیتوں کو یہ یقین دلایا گیا تھا۔ کہ وہ پبلک عہدے سنبھالنے کے علاوہ فوج اور پولیس میں بھی نوکری کر سکتے ہیں۔ لیکن اب اس قرارداد مقاصد کو علماء ناقابل تردید دلیل کے طور پر اپنے دعوے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ کہ ایک اسلامی ریاست کے باشندوں کے درمیان مسلمانوں اور غیر مسلموں میں فرق قرآن اور سنت کے حکم کے مطابق ہے اور بنیادی ہے۔ اور قرآن اور سنت کے مطابق احمدیوں کو جن کو غیر مسلم کہا جاتا ہے۔ کوئی اہم عہدہ سنبھالنے کی اجازت نہیں۔ بھارت کو احمدی مذہب یا احمدیوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ نہ ہی اسے اس قسم کے کسی مذہبی جھگڑے سے کہ جو اس نے صاف کر دیئے ہیں۔ کوئی دلچسپی ہے۔ لیکن اسے ان کے مطالبات کے تسلیم کر لینے سے پیچیدگیوں کا فوراً احساس ہوا ہوگا۔ اور اس نے یہ صحیح خدشہ محسوس کیا ہوگا۔ کہ اگر احمدیوں کو ریاست میں عہدے سنبھالنے کی اجازت نہیں۔ تو ایک ہندو فرقہ۔ جس میں بھارت کو دلچسپی ہے کو بھی یہ اجازت نہ ہوگی۔ یہ پیچیدگیاں خواجہ ناظم الدین کے ذہن میں موجود ہوں گی۔ اور اپنے مذہبی عقائد اور ان مطالبات کو ماننے سے پیدا شدہ پیچیدگیوں کے متعلق انہیں کافی تکلیف دہ الجھن کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ اس لئے انہوں نے علماء سے اپنی گفت و شنید طویل کر دی اس امید پر کہ وہ مطالبات کو ترک کر دیں گے۔ اور یا کوئی غیر متوقع واقع اس مسئلے کو حل کر دے گا۔ یا عقل انسانی اس مسئلے کا حل تلاش کرے گی۔ انہیں اس کی امید کم ہی تھی۔ کہ علماء جو ان سے اور ان کے ساتھیوں سے مذہبی موضوع پر ہی گفت و شنید کرتے ہیں۔ وہ ان کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دیں گے۔ اور باغیانہ حرکات شروع کر دیں گے۔

آخر خواجہ ناظم الدین نے مطالبات کو مسترد کر دیا۔ اور اس کی وجہ بھی پیش کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے علماء کی گرفتاری کا بھی حکم دیا۔ گرفتاریوں پر مظاہرے اور عام جلسے ہوئے جلوس نکلے اور بدنظمی پیدا ہوئی۔ ان سب باتوں کا ذکر رپورٹ کے کسی دوسرے حصے میں کیا گیا ہے۔ سید فردوس شاہ ڈی۔ ایس۔ پی کو ۴ مارچ کی شام کو مسجد وزیر خاں کے اندر ریا بہر ہلاک کر دیا گیا۔ جہاں مولانا عبد الستار خاں نیازی خود کو تحریک کا سربراہ بنائے بیٹھے تھے۔ ۵ مارچ کو لوٹ مار۔ آتشزنی اور قتل و غارت کی اطلاعات ملنا شروع ہوئیں۔ اور پولیس کو کافی گولی چلانا پڑی۔ فوج کچھ نہ کر سکی۔ کیونکہ فیصلہ یہ تھا کہ وہ شہری طاقت کی مدد کے لئے آئی ہے۔ اسے صرف پولیس کا ہاتھ بٹانا ہے۔ اور وہ اس وقت تک آزادانہ طور پر کچھ نہ کر سکتی جب تک کوئی خاص صورت حال اس کے سپرد نہ کی جائے۔ بار بار کی فائرنگ کے باوجود صورت حال میں بہتری کے آثار دکھائی نہ دیئے بلکہ وہ اور زیادہ خراب ہوگئی۔ ۵ مارچ کی دوپہر کو گورنمنٹ ہاؤس میں شہریوں کے اجلاس میں کوئی رہنما سیاستدان یا شہری شہریوں کے نام اس اپیل پر دستخط کر کے غیر مقبول نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اگرچہ وہ ہوشمندی سے کام لیں۔ ہوائی کوتوالی کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔ ۵ مارچ کی شام کو وزیروں اور افسروں کے اجلاس میں جو فیصلے کئے گئے پولیس نے اسے فائرنگ بند کرنے کی ہدایت تصور کیا۔ اس لئے کوتوالی ہوائیوں کے گھیرے میں رہی۔ اور ۶ مارچ کی صبح کو حکومت کی مشینری اس وقت بالکل ختم نظر آتی تھی۔ جب انہوں نے لاقانونیت کے آگے ہتھیار ڈال دینے کا کھلے بندوں اعلان کر دیا۔ وزیر اعلیٰ کے اس صبح والے بیان کا مقصد میکاویلیت (دست طرازانہ) تھا۔ لیکن اس چال کی کامیابی سے پہلے ہی صورت حال بالکل بے قابو ہوگئی اور شہریوں کے جان و مال کے لئے خطرے کا احساس ہوا۔

مگر فوج زیادہ انتظار کر سکتی تھی۔ اس لئے اس صورت حال کو سنبھال لیا۔

آخر میں ہم وہ اسباب بتانا چاہتے ہیں جن کی بنا پر مارشل لا کا اعلان کرنا پڑا۔

یہ اسباب حسب ذیل ہیں:-

(۱) انتظامیہ مشینری میں مکمل تعطل اور غیر فوجی طاقت کی مکمل ناکامی اس کا نتیجہ تھا کہ حکومت پنجاب نے ۶ مارچ کو اعلان کر دیا۔ کہ وہ مطالبات کو تسلیم کرتی ہے (۲) لاقانونیت کی وسعت اور شدت جس کی وجہ سے یہ تعطل پیدا ہوا۔ (۳) لاقانونیت کی وسعت اور شدت کو براہ راست ان حالات پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایک طرف حکومت اپنا وقار کھو چکی تھی۔ اور دوسری طرف مطالبات کو مذہبی رنگ دیا جاچکا تھا اور عوام میں یہ مشہور کیا گیا تھا۔ کہ احمدی رسول اکرمؐ کے رتبے کو کم کر رہے ہیں اور اسلام کے ایک بنیادی نظریئے پر ضرب لگا رہے ہیں۔

(۴) کسی نے مطالبات کی پیچیدگیوں کا احساس نہ کیا۔ اور اگر کسی نے ایسا کیا۔ تو وہ سیاسی تائید سے محرومی یا غیر ہر دلعزیزی کے ڈر سے عوام کو یہ پیچیدگیاں بتانے کے لئے تیار نہ ہو سکا۔

(۵) مطالبات بظاہر ایک ناقابل یقین انداز میں پیش کئے گئے۔ اگر کسی ایسی بات پر زور دیا جائے۔ جس کا اسلام یا اسلامی ریاست سے ذرہ بھر بھی تعلق ہو تو کوئی

اس کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا یہاں تک کہ مرکزی حکومت بھی ایسا نہ کر سکتی۔ جس نے گزشتہ کئی ماہ میں جب تحریک اپنی تمام تر پیچیدگیوں کے ساتھ پر تول رہی تھی۔ اس موضوع پر کوئی عام اعلان نہیں کیا تھا۔

## فسادات

اب رپورٹ کے تیسرے باب "فسادات" کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

مجلس عمل کے ارکان کو کراچی میں ۲۷ر فروری کو گرفتار کیا گیا۔ تحریک کے رہنماؤں نے کراچی سے ٹیلیفون پر جو ہدایات لاہور بھیجیں۔ ان کے مطابق رضاکاروں کے بہتر دستے پہلے ہی لاہور سے کراچی روانہ ہو چکے تھے۔ ایک دستہ جو ۲۷ر فروری کو غازی علم الدین کی قیادت میں جا رہا تھا۔ اسے پنجاب پولیس نے دوران ریل سٹیشن پر روک لیا۔ لیکن دوسرے دو دستے جن میں سے ایک ۲۵ تاریخ کو سراج الدین بھانڈرا اور دوسرا ۲۶ تاریخ کو صاحبزادہ فیض الحسن کی قیادت میں روانہ ہوا۔ کراچی پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ حکومت پنجاب نے اس فیصلہ پر عمل کیا۔ جو ۲۷ر اور ۲۸ر فروری کی رات کو کراچی میں ہوا تھا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے کراچی سے واپسی پر جن افراد کی فہرستیں تیار کی تھیں۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا ان گرفتاریوں سے صوبہ بھر میں لاقانونیت اور تلخی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ خاص طور پر لاہور۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ راولپنڈی لائل پور اور منٹگمری میں لاقانونیت کی لہر اس قدر زور پکڑ گئی کہ اس پر قابو پایا نہ جا سکا اور ۶ر مارچ کو فوج کو شہر میں مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔

### لاہور کے واقعات

۲۷ر فروری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں جو فیصلہ ہوا تھا۔ اس کے مطابق مولانا اختر علی خاں کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کئے گئے تھے۔ لیکن جب اس پولیس افسر نے جس کے ذمہ ان کی گرفتاری تھی۔ وارنٹ مولانا کو دکھائے۔ تو انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر انہیں گرفتار نہ کیا جائے تو تحریک سے اپنے تعلقات منقطع کر لیں گے۔ اس پر انہیں تھانہ سول لائن میں لے جایا گیا ہے۔ جہاں انہوں نے یہ معافی نامہ لکھا۔

"موجودہ تحریک نے جو صورت اختیار کی ہے۔ میں اسے پاکستان کی سالمیت کے لئے نقصان دہ سمجھتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ تحریک اسی طرح جاری رہی تو پاکستان کے دشمن اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں گے ہر پاکستانی اس قسم کی تحریک کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گا۔ جو پاکستان کی سالمیت کو خطرے میں ڈالے۔ اس تحریک کے موجودہ رُخ سے ملک میں نااتفاقی اور بدانتظامی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ خدانخواستہ اگر فسادات زیادہ ہو گئے۔ اور حکومت کو طاقت استعمال کرنے پر مجبور کیا گیا۔ تو یہ طرفین کے لئے بہت زیادہ نقصان کا باعث ہوگا میری رائے میں مسلمان کے خون کا ایک قطرہ ساری کائنات سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے ہمیں صورت حال کو مستحکم بنانے کے لئے اس معاملہ پر مزید غور کرنا چاہیئے۔ میرا موجودہ راست اقدام سے کوئی تعلق نہیں میں نے نہ کبھی تشدد کی وکالت کی ہے نہ کبھی گورنر جنرل۔ وزیر اعظم اور دوسری متعدد شخصیتوں کو گالیاں دی ہیں۔ ان کے جنازے نکالنے یا ان کے مکانوں پر پکٹنگ کرنے کے حق میں کبھی نہیں تھا۔ ایسی باتیں کرنا تو درکنار میرے نزدیک۔ قرآن کے بارے میں سوچنا تک بھی کسی صحیح الدماغ پاکستانی کے لئے درست نہیں۔ ملک کی اندرونی ایڈمنسٹریشن کے استحکام اور بیرونی دنیا میں اس کے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیں ہر اس فعل سے احتراز کرنا چاہیئے۔ جو ہمیں دنیا کی نگاہوں میں ذلیل کر کے رکھ دے۔"

اس دستاویز کے مطابق مولانا کے نزدیک مسلمان کے خون کا ایک قطرہ ساری کائنات سے زیادہ قیمتی ہے۔ مولانا کا "راست اقدام" سے کوئی تعلق نہیں تحریک نے جو صورت اختیار کر لی تھی۔ اس میں پاکستان کی سالمیت کے لئے ایک دھمکی مضمر تھی۔ مولانا ہر قسم کے تشدد اور بدنظمی کے خلاف تھے۔ وہ وزیر اعظم کا جنازہ نکالنا اور دوسرے لیڈروں کے مکانوں پر پکٹنگ ایسی چیزیں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ ہر ایسی چیز کے خلاف تھے۔ جو پاکستان کو دنیا کی نگاہوں میں بدنام کرنے والی ہو۔ اسی معافی کے پیش نظر مولانا اختر علی خاں کو گرفتار نہ کیا گیا۔ دوران کے اخبار "زمیندار" کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ یہاں تک کہ اس نے ۲۸ر فروری کو پھر سلسلہ طرز عمل اختیار کیا۔ (باقی)

# ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی پریس کانفرنس

گورداسپور ۱۲ر جولائی۔ جناب سردار کلدیپ سنگھ صاحب نارنگ ڈپٹی کمشنر نے پریس کانفرنس میں (جس میں خاکسار ایڈیٹر بدر بھی مدعو تھا) بتایا کہ بارہ لاکھ روپیہ قومی قرضہ کا اس ضلع میں وصول ہو چکا ہے۔ اور چودہ لاکھ کے وعدے اس کے علاوہ ہوئے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ میں اس امر کے حق میں ہوں کہ بلاوجہ جلسوں اور تقریروں پر پابندی عائد نہ کی جائے۔ پبلک کو جلسوں اور تقریر کی آزادی حاصل ہونی چاہیئے البتہ تقریر یا جلسہ میں کوئی امر خلاف قانون پیدا ہو تو اس پر قانونی گرفت کی جا سکتی ہے۔ ۱۴۴ دفعہ کے ماتحت پہلے بھی جلسوں پر کوئی پابندی نہ تھی۔ بلکہ صرف جلوسوں اور مظاہروں کی ممانعت تھی۔ اور اب ۷ر جولائی سے سوائے سری گوبند پور۔ نروٹ جیمل سنگھ اور پٹھانکوٹ کے تھانوں کے ۱۴۴ دفعہ سارے ضلع سے ہٹالی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے متعلق بھی عوام کو غلط فہمی ہے۔ ان کے کنٹرول کئے ہوئے استعمال پر کوئی پابندی نہیں یعنی جتنا مجمع ہے اس کی ضرورت کے مطابق اس کی آواز اونچی کی جائے۔ تاکہ ساری آبادی کو تنگ کیا جائے۔ پولیس بھی بلاوجہ کارروائی نہیں کر سکتی۔ ثبوت پولیس کے ذمہ ہوگا۔

آپ نے بتایا کہ ایک شخص کو اطلاع آئی ہے کہ پنڈت نہرو صاحب ۶ر اگست کو ڈلہوزی تشریف لائیں گے۔ اور ۸ر اگست کو چمبہ جائیں گے۔ اور گورنر پنجاب بھی اگست کے پہلے ہفتہ میں ڈلہوزی جا رہے ہیں گے۔ انہی ایام میں وہاں ڈلہوزی کا صد سالہ جشن منایا جائے گا۔ جس کی تیاری شروع ہے۔

آپ نے بتایا کہ یو پی دبہار کے بیوپاریوں کی مانگ شروع نہ ہونے کے باعث بٹالہ کے صرف تیس کارخانے اور وہ بھی تخفیف کردہ عملہ کے ساتھ کام کرتے رہے۔ بٹالہ میں جون میں صرف پانچ ہزار ٹوکے بنائے گئے۔

### درخواستہائے دعا

احباب ذیل کے لئے دوست دعا فرمائیں۔ (۱) مکرم مولوی عطا محمد صاحب (صحابی) ہیڈ کلرک دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ شدید بیمار ہیں (۲) مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ایک عرصہ مرض میں ابھی تک کوئی افاقہ نہیں (۳) خاکسار ایڈیٹر بدر کی والدہ محترمہ اہلیہ اور بڑا لڑکا بیمار رہیں (۴) سید فضل عمر کلرک کورٹ بچہ (کلنک) اور بعض اور احباب مقدمہ دائر ہوا ہے انہیں باعزت بریت کیلئے احباب دعا فرمائیں۔

## غزل

### وفاتِ عیسیٰ مریم۔ حیاتِ احمدؐ اکرم

یہ عقل و نقل میں مسطور — یوں بھی اور یوں بھی ہے
بحالِ ہوش یا مستی — نہیں جچتی کوئی ہستی
کہ ان کی چشم تو مخمور — یوں بھی اور یوں بھی ہے
میں ان کے ساتھ ہوں یا وہ — ہے جبتک جان و دل رنجور
یہ میرا عشق نامنظور — یوں بھی اور یوں بھی ہے
اقلیت ہو یا کثرت — جماعت میں ہے گر وحدت
تو پھر فاتح و منصور — یوں بھی اور یوں بھی ہے
اگر طاہر رہے طاہر — ہو اپنے دین میں ماہر
تو ہر حالت میں وہ منصور — یوں بھی اور یوں بھی ہے۔

عبدالسلام طاہر تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ

**ولادت** — دیرے چچازاد بھائی ملک بشیر احمد صاحب مکرم جماعت احمدیہ جیکب آباد کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ والد اور والدہ نے درویشوں کیلئے عقیقہ کا ایک بکرا قادیان میں ذبح کرایا ہے۔ احباب نومولود کے ہر طرح بابرکت ہونے کیلئے دعا فرمائیں۔ برکت علی کراچی جنرل سیکرٹری قادیان

# تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ جون ۱۹۵۷ء کی فہرست اور اعلان دعا

جن احباب کی طرف سے ماہ جون میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں۔ انکی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ اور احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے۔ اور مزید خدمات کے مواقع عطا فرمائے۔

اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق بیشتر ازیں مختلف اوقات میں بذریعہ اخبار بدر اور جماعتی و انفرادی رنگ میں تحریکات کرتے ہوئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے اور اس فنڈ کو بڑھانے اور مضبوط بنانے کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی احباب تک پہنچایا جا چکا ہے۔

مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر موجودہ آمد درویش فنڈ بہت کم ہے اور اس میں ابھی بہت اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے ماہوار ادائیگی کے لئے وعدہ مرکز میں بھجوائے تھے مگر ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی نہیں ہوتی ایسے احباب باقاعدگی سے ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور اپنے بقایاجات ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں جو احباب کسی مجبوری کی وجہ سے قبل ازیں وعدہ نہ کر سکے ہوں۔ وہ اب اس تحریک میں شرکت فرمائیں اور جو احباب ہر ماہ درویش فنڈ میں شمولیت کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کو چاہیئے۔ کہ وقتاً فوقتاً اس تحریک میں حسب توفیق شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

۱۔ مکرم سی کے عبد اللہ صاحب پینگاڈی ۱۲/-
۲۔ " بی احمد صاحب سیکرٹری مال " ۵/-
۳۔ " ایم ابراہیم صاحب " ۵/-
۴۔ " ایم ابراہیم صاحب کٹی " ۳/-
۵۔ " کے ایم علی صاحب " ۲/-
۶۔ مکرمہ ادگورہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم علی خاں صاحب۔ کیرنگ ۲/-
۷۔ مکرم پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ ۲۰/
۸۔ " ماسٹر قمر علی احمد صاحب سمبل پور اڑیسہ ۱/-
۹۔ " حاجی محمد ابراہیم صاحب ماہپور ۲۰/-
۱۰۔ " محمد شفیع صاحب " ۶/-
۱۱۔ " حبیب اللہ خاں صاحب " ۲/-
۱۲۔ " محمد حمید صاحب " ۴/-
۱۳۔ " کے ایم علی صاحب پینگاڈی مالابار ۱/
۱۴۔ مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن ۱/-
۱۵۔ مکرمہ سائرہ خاتون صاحبہ بھرت پور ۸/-/
۱۶۔ " حیفورہ خاتون صاحبہ " ۸/-/
۱۷۔ مکرم حاجی بشیر احمد صاحب بجو پورہ ۲/-
۱۸۔ " ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور ۲۰/-
۱۹۔ " ڈاکٹر محمد سعید صاحب " ۲۰/-
۲۰۔ " سید حمید الدین صاحب جمشید پور ۱/-
۲۱۔ " منشی فیروز الدین صاحب سیکرٹری مال۔ جموں ۴/-/
۲۲ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر پاکستان ۱۰/-
۲۳ " لطیف احمد صاحب طاہر سیکرٹری مال کراچی ۱۵/۱۲/-
۲۴۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ حبیب الرحمٰن کوٹھ لادر ۱۰/-
۲۵۔ " والدہ صاحبہ کلیم اللہ صاحب منٹگمری ۲۰/-

میزان کل وصولی ماہ جون ۔۔۔۔ ۱۸۰۵

# ضروری اعلان مساجد و مدارس

نظارت ہذا کو ہندوستان بھر کی جماعتوں میں احمدیہ مساجد اور احمدیہ مدارس کی تعداد کی ضرورت ہے۔ جملہ پریذیڈنٹ و سیکرٹریان تعلیم و تربیت سے درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر مطلع کریں کہ ان کے گاؤں میں احمدیہ مساجد کتنی ہیں۔ اگر مسجد نہ ہو تو بھی مطلع کیا جائے۔ اسی طرح ایسے احمدی سکول جن کو مرکز کی طرف سے گرانٹ نہیں ملتی۔ ان کی تعداد سے بھی مطلع کیا جائے۔ نیز یہ کہ کتنی کلاسیں ہیں۔

نظارت ہذا کی طرف سے یہ اعلان ۱۴ر جون کے اخبار بدر میں کیا گیا تھا مگر کسی جماعت کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی اطلاع نہیں ملی۔

احمدیہ مساجد سے مراد مقامی جماعت کی ملکیت میں جو مساجد ہیں ان مساجد کی اطلاع دی جائے۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

# چندہ سفر امریکہ

## (قسط ۲)

کونسا احمدی ہے جو اس امر میں قلبی مسرت نہ محسوس کرے گا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جیسا بابرکت وجود علاج کے لئے سفر امریکہ اختیار کرے۔ اس میں وسعت تبلیغ کے بھی لامتناہی دروازے کھل جائیں گے۔ حضور کے ہمراہ سلسلہ کی خط و کتابت وغیرہ کے لئے عملہ کا جانا بھی ضروری ہوگا۔

مشاورت میں پچھتر ہزار روپیہ اخراجات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ امید ہے احباب جلد نقد روپیہ اس مد میں ارسال فرمائیں گے۔ جو فوراً نقد نہ دے سکتے ہوں وعدہ ارسال فرمائیں اور تحریر فرمائیں کہ کب تک ادائیگی کریں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

میزان سابق ۹۷ روپے

### نظارت تعلیم

| | |
|---|---|
| مکرم حکیم خلیل احمد صاحب | ۵/- |
| " چوہدری نفیس احمد صاحب | ۵/- |
| " قریشی محمد شفیع صاحب عابد | ۵/- |
| منجانب اہلیہ صاحبہ اور بچی | ۵/- |
| " عمر الدین صاحب مع اہلیہ و بچی | ۵/- |
| " فخر الدین صاحب مالاباری | ۱/- |
| " دفعدار مرزا محمد عبد اللہ صاحب | ۱/- |

### نظامت جائداد

| | |
|---|---|
| مکرم عبد الرشید صاحب نیاز | ۱/- |
| " ممتاز احمد صاحب ہاشمی | ۱/- |

### امور عامہ

| | |
|---|---|
| مکرم فضل الٰہی خاں صاحب | ۱/- |

### متفرق

| | |
|---|---|
| مکرم بابا محمد الدین صاحب | ۱/- |
| " بھائی شیر محمد صاحب (صحابی) | ۵/- |
| " شیخ محمد یعقوب صاحب جھنیوٹی | ۵/- |
| " مولوی خطار اللہ صاحب | ۱/- |
| " شیخ غلام جیلانی صاحب | ۵/- |
| " اسرار محمد صاحب (رانی۔ یوپی) | ۱۰/- |
| " افعار محمد صاحب ( " " ) | ۱۰/- |
| محترمہ والدہ صاحبہ اسرار محمد صاحب " | ۵/- |
| میزان | ۱۶۸/-/- |

# قادیان میں عید پر قربانی کے خواہشمند

جو دوست پسند کریں کہ عید الاضحیہ کے موقعہ پر ان کی طرف سے قربانی قادیان میں کی جائے تاکہ انکی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے۔ تو وہ کم از کم تیس روپے برائے قربانی روانہ فرمائیں۔ پاکستان کے احباب دفتر حفاظت مرکز۔ ربوہ کو رقم ارسال فرمائیں۔ تیس روپے سے کم میں جانور قربانی کی شرائط کے مطابق ہو نہیں مل سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ اس سے زیادہ رقم ہو تاکہ اعلیٰ درجہ کی قربانی کی جائے۔ (امیر مقامی قادیان)

# امتحان کتب سلسلہ!

قبل ازیں نظارت ہذا کی طرف سے یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۹ و ۲۰ اکتوبر ۵۷ء کو سبز اشتہار اور ازالہ اوہام میں سے کا امتحان ہوگا۔ جملہ پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت احباب کو اس میں شامل ہونے کی تحریک کریں اور فہرست نام مع ولدیت جلد بھجوا دیں لیکن سوائے چند ایک جماعتوں کے باقی جماعتوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی جس کا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ کی کتب کے مطالعہ کا شوق نہیں رکھتے۔ اس سے نہ صرف اپنے علم میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ دلوں کو زنگ لگنے کا سخت اندیشہ ہے۔ اور اس کا اثر آئندہ آنے والی نسلوں پر بہت خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اس طرف احباب کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اور اب جبکہ ہر زبان میں امتحان دیا جا سکتا ہے۔ تمام پڑھے لکھے مردوں اور عورتوں کو اس امتحان میں شامل ہونا چاہیئے۔

لہٰذا سیکرٹریان تعلیم و تربیت کو اس طرف دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ تحریک کر کے جلد فہرست ارسال کریں۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

# مختصر اور ضروری خبریں!

۱۰ر جولائی۔ کراچی۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کہا ہے کہ ہندوستان کے دریائے ستلج کا رخ پھیرنے کے اقدام سے امن خطرہ میں پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ سوال پاکستان کے لاکھوں آدمیوں کی موت و حیات سے تعلق رکھتا ہے۔

جموں۔ پرجا پریشد اور نیشنل کانفرنس کے جلوسوں کو جو قصبہ رنبیر سنگھ پورہ میں ٹاؤن ایریا کمیٹی کے انتخابات کے نتائج کے بعد نکالے گئے پولیس کو اشک آور گیس سے منتشر کرنا پڑا۔ دونوں جلوسوں نے ایک دوسرے کے خلاف نعرے لگائے اور سنگباری کی۔

دہلی۔ ہندوستان بھر میں چاول پر سے کنٹرول ختم کر دیا گیا۔ چاول متواتر دس سال تک [illegible] رہا۔ اب چاول ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جا سکتا ہے۔

کراچی۔ حکومت پاکستان نے بھاکڑہ نہر کے افتتاح پر عالمی بنک سے احتجاج کیا ہے۔ مسٹر ظفر اللہ خان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ فوراً اس معاملہ پر عالمی بنک سے گفتگو کریں۔

نئی دلی۔ ہند و پاکستان کے اقلیتوں وزراء میں دونوں ملکوں کی اقلیتوں سے متعلق امور پر گفتگو ہو رہی ہے۔ دونوں وزراء غالباً اکتوبر میں مشترکہ دورہ کریں گے۔

واشنگٹن۔ عالمی بنک کے افسروں نے بھاکڑہ نہر کے افتتاح پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے ہند و پاکستان کے نہری تنازعہ کے سلسلہ میں کوئی الجھن پیدا نہیں ہوتی۔

پانڈیچری۔ پانڈیچری سے کافی مقدار میں اسلحہ اور دیگر سامان جنگ کاریکال پہنچایا جا رہا ہے۔ جہاں جنگ آزادی کا زور دن پر ہے۔ فرانس کی طرف سے الحاق کی تحریک کو کچلنے کے لئے تشدد آمیز کارروائیاں ہو رہی ہیں۔

نئی دہلی۔ کشمیر نیشنل کانفرنس کے ممبر [illegible] کمار صاحب سنگھ نے جموں سٹیٹ سے ایک انٹرویو میں کہا کہ کشمیر اور جموں کا تمام تعلیم یافتہ طبقہ شیخ عبداللہ کی رہائی کے حق میں ہے۔

۱۲ر جولائی۔ جودھپور۔ ٹڈی مار محکمہ کے ایک افسر نے کہا ہے کہ راجستھان کے وسیع علاقہ میں بارشوں کے سبب ٹڈی دل کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ اہم مقامات اور مرکزوں میں کیڑے مارنے والی دوائیں بھجوا دی گئی ہیں۔

دہلی۔ بھاکڑہ نہر کے افتتاح پر پاکستانی احتجاج کو باخبر حلقے ایک سنسنٹ قرار دے رہے ہیں۔ جس کے ذریعہ پاکستانی عوام کی توجہ داخلی مسائل سے ہٹانا اور مسلم لیگ کے وقار کو قائم رکھنا مقصود ہے۔ پاکستان کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کا یہ اقدام بین الاقوامی سمجھوتہ کی خلاف ورزی ہے۔

لاہور۔ جماعت اسلامی پاکستان کے پبلسٹی سیکرٹری کو پریس ایمرجنسی پاور ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ انہوں نے پاکستان کو امریکی امداد اور شہری آزادی پر پابندی کی مذمت کی تھی۔

الہ آباد۔ مسٹر نہرو نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جن سنگھ اور ہندو مہاسبھا ملک کی دشمن ہیں اور مذہب کے نام پر لوگوں کو بھڑکا رہی ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں گائے کے تحفظ کا قائل ہوں لیکن ایجی ٹیشنوں سے اس مسئلہ کو حل نہیں کیا جا سکتا۔

۱۳ر جولائی۔ سری نگر۔ آج یوم شہیداں کے جلسے میں وزیر اعظم کشمیر بخشی غلام محمد اور مسٹر صادق وغیرہ نے تقریریں کیں۔ بخشی صاحب نے کہا کہ عوام کے لئے بہتری کا انتظام اور کشمیر میں غیر ملکی مداخلت کو روکنا ہی میرا پروگرام ہے۔ آپ نے عوام سے وعدہ لیا کہ وہ ہمیشہ ان کا ساتھ دیں گے۔

آگرہ۔ یہاں چینی خانہ کی ایک مسجد کو مندر بنا کر اس میں پوجا پاٹ کا سامان رکھ دیا گیا ہے۔ اور مسجد میں ہندو شرنارتھی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۱۳ر جولائی۔ ایک غیر معمولی گزٹ میں ایک بل شائع ہوا ہے جس کا مقصد سولہ سال سے کم عمر کے بچوں کو تمباکو نوشی سے روکنا ہے۔ سولہ سال سے کم عمر بچوں کے ہاتھ تمباکو بیڑی فروخت کرنا جرم قرار دے دیا جائے گا۔

ڈھاکہ۔ ضلع رنگ پور اور بوگرا میں سیلاب سے دس لاکھ اشخاص کو نقصان پہنچا ہے۔ ایک سو دیہات کی چاول کی فصلیں بالکل تباہ ہو گئی ہیں۔

ناگپور۔ جمعیۃ علماء شہر ناگپور کے ایک اجتماع میں یہ قرارداد پاس کی گئی کہ ناگپور میں اردو مدارس بند کرنے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ ایک اور قرارداد کے ذریعہ عوام سے مالی تعاون کی درخواست کی گئی ہے۔ سیکرٹری [illegible] مسلمان وکلاء نے اپنا تعاون پیش نہیں کیا۔ اس لئے قانونی چارہ جوئی کے لئے صدر کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی غیر مسلم وکیل کے ذریعہ کارروائی کریں۔

واشنگٹن۔ ۱۴ر جولائی۔ ایٹمی انرجی کمیشن نے صدر آئزن ہاور کی درخواست پر اس امر کی منظوری دیدی ہے کہ امریکہ کی دوست طاقتوں کے ساتھ ایٹمی رازوں کے متعلق تبادلہ کر لیا جائے۔

پانڈیچری۔ ۱۵ر جولائی۔ کل یوتھال بٹ کے پولیس اسٹیشن پر دن بھر ہندوستانی جھنڈا لہراتا رہا۔ فرانسیسی پولیس نے اسے اتارنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئی۔

لندن۔ مسٹر چرچل نے ایوان عام میں امور خارجہ پر بحث کے دوران کہا ہے کہ چین کو اقوام متحدہ کی نمائندگی دلانے پر زور دینے سے حالات مزید پیچیدہ ہو جائیں گے۔ اور امریکہ کے لوگ تو اس اقدام کو انتہائی غیر دوستانہ فعل سمجھیں گے۔

۱۶ر جولائی۔ ٹیلی چری۔ ماہی کے فرانسیسی ایڈمنسٹریٹر نے آج عوام کے نمائندوں پر مشتمل ایک ایکشن کونسل کو ماہی کا سارا انتظام سونپ دیا۔ یہ فیصلہ حکومت فرانس کے مشورہ سے کیا گیا ہے۔

تہران۔ روس کے احتجاجی مراسلہ کا جواب عنقریب حکومت ایران کی طرف سے دیدیا جائے گا۔ یہ مراسلہ ترکی پاکستان پیکٹ کے خلاف بطور احتجاج روس نے بھیجا تھا۔

دہلی۔ ہندوستان اپنا زائد سامان حرب متعدد [illegible] ملکوں کے ہاتھ فروخت کر رہا ہے۔ اس میں رائفلیں، آتش گیر مادہ اور دوسرا سامان جنگ شامل ہے۔ ہندوستان کے اسلحہ ساز کارخانے تیزی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

کراچی۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کہا ہے کہ نہری پانی کے تنازعہ کو دوستانہ اور باعزت طور پر حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے کہا ہندوستان کا دریائے ستلج کا رخ موڑنے کا اقدام غیر متوقع تھا۔

ٹوکیو۔ ۱۳ر ہائیڈروجن بم زدہ جاپانی ماہی گیروں کے متعلق ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ وہ غالباً آئندہ دس بیس سال تک زیر علاج رہیں گے۔ اتنے لمبے علاج کے بعد بھی ضروری نہیں کہ وہ صحت یاب ہو جائیں۔

۱۸ر جولائی۔ قادیان۔ آج قریباً بارہ گھنٹے بارش ہوئی۔ جس سے قادیان کے نواح میں جل تھل ہو گیا۔ ڈھاب بھرپور ہو گئی۔ بڑے باغ اور بہشتی مقبرہ اور ریتی چھلہ اور محلہ جات میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ ڈاکخانہ کے سامنے نہر دکھائی دیتی ہے۔ ابھی بیرونی علاقہ سے پانی آ رہا ہے۔ محلہ ناصر آباد کا ایک مکان پانی میں گر گیا۔ اس میں رہنے والے ایک معمر دوست کو کشتی کے ذریعہ نکالا گیا۔

لندن۔ مسٹر چرچل نے کنزرویٹو پارٹی کے جلسہ میں اعلان کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ برطانیہ نہر سویز کو خالی کر دے۔ بعض دوسرے ممبروں نے جب کہا کہ علاقہ نہر سویز کو خالی کرنے سے برطانوی وقار کو صدمہ پہنچے گا۔ تو مسٹر چرچل نے کہا کہ [illegible] کے ساتھ وقار قائم نہیں رہ سکتا۔

کراچی۔ نہری پانی کے تنازعہ کے حل کے لئے چودھری سر محمد ظفر اللہ خان جو عالمی بنک کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں۔ اسی ہفتہ کے اندر کراچی پہنچ رہے ہیں تاکہ حکومت کے ساتھ مشورہ کر سکیں۔

چنڈی گڑھ۔ ریاستی حکومت کے افسران نے بتایا کہ دریائے ستلج کے پانی کی کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اور پاکستان اپنے نارمل کوٹے سے زیادہ پانی حاصل کر رہا ہے۔

جنیوا۔ ہند چینی کے متعلق مذاکرات میں ایک دوسرے کے نقطہ نگاہ کو سمجھنے کے بعد تینوں مغربی طاقتوں امریکہ برطانیہ اور فرانس میں پورا اتفاق رائے ہو گیا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں